بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهٗ آوَى الْقَرْيَةَ

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

پیشگی قیمت سالانہ
عوام سے
خواص و مساوین
ہندوستان سے باہر
غیر مذاہب والوں سے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر (۳۲)	دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ - ستمبر ۱۹۰۴ء	جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلہ میں)

(دوسرا نمبر)

۴ ستمبر ۱۹۰۴ء کی تقریر

۴ ستمبر کو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے آپ کی تشریف آوری نے حاضرین کے لطف و خوشی کو بے حد بڑھا دیا حکیم الامت کا جامع وعظ جو سورۃ کوثر کی تفسیر پر مشتمل تھا ہوا۔ بعد نماز جمعہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام زائرین اور مشتاقان زیارت کے اصرار و خواہش پر اجلاس فرما ہوئے۔

حاضرین میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے آگے بڑھنا چاہتا تھا ایک جذبے ہونے جوش نیاز اور شوق ارادت میں نا انتظامی کا ہونا ناگزیر امر تھا وہ تجھے پڑے ہنگامہ کہاتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ آخر جب حضرت کا حکم سنا کہ بیٹھ جاؤ جو جہاں کھڑا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ وہ نظارہ جن لوگوں نے دیکھا ہے اسکا لطف اور اثر کچھ وہی دل محسوس کر سکتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس طیبہ کا کچھ ایسا اثر پڑ رہا تھا کہ اس مجمع پر نگاہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا پتہ لگتا تھا اور صاف سمجھ میں آتا تھا کہ یہ جذب اور کشش کسی مفتری کی آواز کو نہیں دیا جاتا۔ آپ خاموش بیٹھے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ایک ارادتمند کی طرف سے عرض کیا کہ وہ کچھ سنانا چاہتا ہے فرمایا ہاں سنا دو۔ اس پر اس شخص نے نہایت پر درد اور پر جوش لہجہ میں زبان پنجابی کچھ اشعار سنائے جن میں حضرت حجۃ اللہ کی بعثت آپ کی صداقت پر بحث تھی اور بالآخر اہل لاہور کو خطاب تھا کہ دیکھو! مسیح موعود تمہارے گھر مہمان ہو کر آیا ہے تمہارا فرض تو یہ ہے کہ تم اس کا اکرام کرو اور نہ یہ کہ سب و شتم سے کام لو۔ مہمانوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک مناسب نہیں اور مطاعن کے زور اور حملوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ نظم بہت ہی موثر اور رقت خیز تھی جس کو سنکر اکثر حاضرین رو رہے تھے + نظم ختم ہو جانے کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تمام مسلمان جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کی غرض دین ہے یہ میں جانتا ہوں کہ کوئی تھوڑا جوش رکھتا ہے کوئی زیادہ لیکن کچھ نہ کچھ ضرور دین کی رعایت ضرور ہے۔

یقیناً سمجھو کہ ہر شخص اپنے اندازہ کے موافق عمر کا ایک حصہ کھا چکا ہے بڑی عمر ہو گئی ہے تب بھی تھوڑے دن باقی ہیں اور تھوڑی ہے تب بھی تھوڑے ہی باقی ہیں کیونکہ گذرنے والے زمانہ کو ہمیشہ تھوڑا خیال کیا جاتا ہے پس یاد رکھو کہ انسان جو اس مسافر خانہ میں آتا ہے اسکی اصل غرض کیا ہے؟ اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

میں نے جن اور انس کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مد نظر رکھیں وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے ہاں اس وقت پتہ لگتا ہے جب قابض ارواح آکر جان نکال لیتا ہے۔ پس اس دھوکہ سے خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ مرنے کا وقت آجاوے اور تم خالی کے خالی ہی رہو۔ یہ شعر اچھا کہا ہے۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار

یک دفعہ ہی پیام موت آجاتا ہے اور پتہ نہیں لگتا انسانی ہستی بہت ہی ناپائیدار ہے ہزار ہا مرضیں لگی ہوئی ہیں بعض ایسی ہیں کہ جب دامنگیر ہو جاتی ہیں تو اس جہان سے رخصت کر کے ہی رخصت ہوتی ہیں۔

جبکہ حالت ایسی نازک اور خطرناک ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک خدا سے صلح کرے۔ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم کریم حلیم۔ تواب اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکے گناہ بخش دیتا ہے

لیکن

دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آجاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے کہ انسان

مذاہب عالم

دیانۃ جزائر کالیڈونیا الجدیدۃ وجزائر سلیمان

نئے جزائر کالیڈونیا بحر اوقیانوس مین اسٹریلیا سے مشرق کی طرف ہین جنکو مسٹر کوک نے ۱۷۷۴ء مین دریافت کیا تہا ان جزائر مین آجکل فرانسیسی آبادیان ہین اور جزائر سلیمان جزائر کالیڈونیا سے شمال کی طرف واقع ہین باشندگان کالیڈونیا کی زبان مین معبود کو اُس لفظ سے پکارتے ہین جس کے معنے الاموات یعنے مردون کے ہین جب ان کا کوئی رئیس و امیر مرجاوے تو اس کے لئے دعائین کرتے اور پھر ناچتے اور گاتے ہین۔

باشندگان این قوم کا اعتقاد ہے کہ جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس جزیرہ سے مغرب کی طرف اڑ جاتی ہے اور سمندر مین تیرتی ہوئی ایک مقام روناتما مین جو ارواح کا مسکن ہے جا ٹھہرتی ہے اون کا اعتقاد ہے کہ اوس مقام مین نیک اور بد ارواح اکٹھی ہوتی ہین اور نیک ارواح کو وہان لذیذ کہانے ملتے ہین۔

باشندگان کالیڈونیا کے اعتقاد مین آنکھون کا معبود الگ ہے اوس کے لئے ورد اور وظیفے پڑھتے ہین تاکہ وہ انکی آنکھون کو توانائی و طاقت بخشے کہ وہ دشمن کی تیر تفنگ جوان کی طرف چلائے جاتے ہین ان کو دیکھ کر اپنے آپ کو بچا سکین اون کے نزدیک کانون کا معبود الگ ہے جس سے وہ دشمن کی خبر طلب کرتے ہین۔ باشندگان تانا کا اعتقاد ہے کہ ایک خالق امراض و آفات ہے۔

جب اون کا کوئی آدمی بیمار ہو جاوے تو دریائی گھونگے کی کرنائی بجاتے اور اس کو خالق امراض و وبا کا ورد و وظیفہ جانتے ہین۔ اور اس کے آگے دعائین کرتے ہین کہ بیمار کا باقی طعام نہ جلا دے کیونکہ اون کا اعتقاد ہے کہ مریض کا باقی طعام و روزی جو اس نے آیندہ زندگی مین کہانا ہے خالق امراض کے جلا دینے سے بیمار مرتا ہے۔ اہل کالیڈونیا کاہنون کی بڑی تعظیم و تکریم اور ان کی پوجا کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ کاہن بارش برسا سکتے ہین ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا کاہن مقرر ہے اور ان سب پر ایک بڑا کاہن ٹھہرایا رہتا ہے۔

باشندگان تانا بعض درختون اور پتھرون کی پوجا کرتے ہین اور بتون کی پوجا کی رسم اونمین بالکل کوئی نہین بلکہ بت و تماثیل وغیرہ کا اونمین نام تک کوئی نہین جانتا۔

لیکن باشندگان جزائر تلیکو وجزائر ہیبریڈیز کا کوئی گھر بتون سے خالی نہین یہان تک کہ ایک گھر مین تین سو بت تک تعداد مین بنائے ہوئے اور ان کو مردون کے لباس پہنائے پائے جاتے ہین

کاہنون اور جادو ٹونے والون پر بڑا انکا اعتقاد رکھتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ ٹھاکرون نے یہ جزائر فتح کرکے اونمین مرد و عورات پیدا کر دیئے ہین کالیڈونیا مین مسٹر کوک نے ایک قبر دیکھی جسکے گرد دائرہ تھے اور برچھیان اور تیر زمین مین گاڑے ہوئے تھے پوچھنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی بڑے آدمی یعنی امیر و رئیس کی قبر ہے مسٹر ٹرنر بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مردہ کو سب لباس اور سیپ کے کنگن و کڑے پہناتے ہین اور مردہ کی انگلیان بطور یادگار کاٹ لیتے ہین۔ قبر مین چٹائی بچھا کر اوس کا سارا جسم سر کے سوا دفن کر دیتے ہین پھر دس دن کے بعد اوس کا سر جسم سے الگ کرکے اس کے دانت نکال کر مردہ کی طرف سے یادگار کے طور پر رکھ لیتے ہین۔ باشندگان جزائر سلیمان ارواح مردہ کی بہت عزت کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ عام لوگون کی روحین کسی دوسرے جزیرہ مین حالت حیران و پریشان بھٹکتی رہتی ہین اور کاہنون و رئیسون کی ارواح اپنے خویش و اقربا ہی مین رہتے ہین اور مصائب و تکالیف مین اون کی امداد کرتے اور ان کی حاجتین ادا کرتے ہین وہ جادو ٹونے والے آدمیون کو بڑا مانتے ہین مختلف گروہ انسانی کے ...... ان اعتقادات سے ہی **فوق کل ذی علم علیم** کا سبق ملتا ہے جو ازروئے فطرت تسلسلاً ایک فوق الکل طاقت قادر مطلق تک جا کر خیال منتہی ہو جاتا ہے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

سلطان المعظم سلطان روم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ریلوے لائن کا کام مدینہ منورہ سے ہی شروع کیا جاوے اور اس کو جلدی ریلوے لائن شام سے ملحق کیا جاوے لسان الحال روزانہ مورخہ ۹ رجمادی الثانی۔ بیروت۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جو قرآن کریم مین **ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا** جو حدیث مین پیشگوئی کی گئی تھی۔ اسکی متعلق اب دیکھو مسیح موعود کی تصدیق کیلئے خداوند تعالیٰ کس زور سے انسانون سے کام لے رہا ہے بات پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ مسیح موعود ہی کے زمانہ مین مکہ و مدینہ مین ریل کا کام جاری ہوگا۔ اور اس کی زندگی مین یہ کام ملک حجاز مین مکمل ہو جاویگا۔ اب اس کی بعد آسمان سے اترنے والے کا انتظار عبث ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب پنجم

ہماری عیسائی دنیا اور ہمارے زمانہ کے لوگ اس شخص کی طرح ہین جو راستے سے گمراہ ہو کر جسقدر آگے نکلتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کو اپنی گمراہی کا زیادہ تر علم ہوتا جاتا ہے اور جسقدر اس کے شکوک و شبہات بڑھتے جاتے ہین۔ اسیقدر مایوسی سے جلد تر پیشقدمی کرتا ہے کہ جلد کہین جلد کسی ٹھکانے لگے۔ مگر آخر کار ایک وقت آجاتا ہے۔ جبکہ اس کو صاف دکھائی دینے لگتا ہے کہ جس راستہ سے یہ گذر رہا ہے اس کو بے انتہا لق و دق میدانون اور ریگستانون کو لیجا رہا ہے۔ اندنون یہی حال عیسائی زندگی کا ہے اور اسمین بطلق شک نہین رہا کہ اگر ہمارا یہی حال رہے۔ اور اپنی پرائیویٹ زندگی مین صرف اپنی اور اپنی سلطنت کی بہبودی کی فکر کرین۔ اور اس بہبودی کو بزور قائم رکھنا چاہین۔ تولا محالہ ایک سلطنت سے دوسری سلطنت پر جبر و تشدد کرا مین گے اور اپنے آپ کو زیادہ تر تباہ اور خستہ حال کرتے جائینگے اور اپنی پیداوار کا بڑا حصہ جنگی بیڑے کا صدقہ کرین گے۔ اور جنگون مین ایک دوسرے کو ہلاک کرنے سے زیادہ تر بداخلاق اور غیر مہذب ہوتے جائینگے۔

اگر ہم اپنی زندگی کو تبدیل نہین کرین گے تو یقیناً ہماری یہی حالت ہوگی جو اوپر بیان کیگئی ہے جس عالم گمراہی اور تاریکی مین ہم پڑے ہوئے ہین یہ ہمین نظر آنے لگ گیا ہے اور سادہ لوح احد ضرور دیکھ سکتے ہین کہ اپنے آپ کو دوسری کے مقابلہ پر زیادہ سے زیادہ تر مسلح کرنے سے اور ایک دوسرے کو جنگ مین ذبح کرنے سے ہم ایک ہی تنکے عنکبوت ثابت ہونگے جنکو ایکدوسرے کو تباہ کرنے کے بغیر دنیا مین کوئی دوسرا کام ہی نہین۔

کوئی سچا سنجیدہ فہمیدہ اور عقلمند شخص اس خیال سے اپنی تسکین نہین کرسکتا کہ پیچھے طاقت کے میزان کو ہم ٹھیک کرنے سے اصلاح کیجائی ممکن ہے جیسا کہ کسی زمانہ مین اہل رومانیہ یا چارلس اعظم یا نپولین یا مقدس پوپ نے یا اتحاد مثلاً شہنشاہ نے خیال کیا تہا۔

بالعموم ایک ہی ایسی سلطنت یا پبلک کا قایم کرنا ناممکن ہے جسمین سب یورپین سلطنتین شامل ہو جائین۔ کیونکہ ان کی مختلف قومین ان کو کبھی ایک ہونے نہین دینگی۔ کیا مختلف قومون کی ناچاقیون کے باہمی تصفیہ کیواسطے انٹرنیشنل عدالت کا قایم کرنا ممکن ہے ؟ ہرگز نہین۔ وہ قوم اس عدالت کے فیصلہ کو کسطرح منظور کریگی جس کے پاس لاکھوں جوانون کی جمعیت کا گھمنڈ ہو۔ ایسے لوگون کو غیر مسلح کرنا تو کسی سلطنت کو پسندیدہ ہوگا اور نہ ہی اسکا آغاز کریگی بلکہ یہ سلطنتین ایک دوسرے سے بڑھکر مہلک اسلحہ تیار کرنے مین مصروف رہینگی غبارے اور نیز ایسے گولے ایجاد کئے جائینگے جنکی زہریلی ہوائین جس دم سے لوگون کی جانین لین اور یہ گولے دشمنون کی سپاہ پر آسمان کی جانب سے بذریعہ غبارون کے برسائے جائینگے۔

اور پھر جو ایک قوم کے پاس موجود ہوگا۔ وہ دوسری قومون کو بھی بہم پہونچانا پڑیگا۔ اور ان کی یہی کوشش ہوگی کہ مہلک اسلحہ کی ایجادون کے میدان مین ایک دوسرے سے بڑھکر سبقت لیجائین تاکہ دنیا کی تاریخ کے صفحون پر ان کا نام زیادہ تر روشن رہے۔

ایم مور اولیف اور پروفیسر مارٹنز کی اسپیچین سب سے بڑھکر جنگ جاپان کونسٹ کی کانفرنس متعلقہ اس کے متعلق ظاہر کر رہی ہین اور ان سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ کہان تک اپنے خیالات کو بذریعہ سپیچون کے ظاہر کر سکتے ہین اور انہین جہوٹی منطق کو کسقدر دخل ہے۔ خیال در سپیچ سے انسانی مستعدی کی ہدایت کا کام نہین لیا جاتا۔ بلکہ اس جنگ کی مستعدی کو خواہ یہ کیسی ہی مذموم اور مبتذل ہو جائز ٹھہرانے کی سعی کیجاتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جنگ بوئر اور موجودہ جنگ جاپان نے اس بات کو یہان تک ثابت کر دیا ہے کہ اسمین شک کرنے کی مطلق گنجایش نہین رہی جنگ کو مسدود کرنے کے تمام ملٹری مباحثے اسوقت ایسا ہی اثر رکھتے ہین جیسا کہ دو لڑنے والے کتون کو سمجھایا جاوے کہ آپس مین بجائے لڑائی کرنے کے گوشت کا ٹکڑہ تقسیم کر لین۔ ورنہ یہ ٹکڑہ تو پاس گذرنے والا کتا مفت اوڑا لیجائیگا۔ اور یہ آپس مین لڑتے ہی رہجائینگے۔ پس ہم اندھا دھوند آگے بڑھتے جاتے ہین۔ ہرگز ٹھہر نہین سکتے اور انتہا کے قریب تر پہونچ رہے ہین۔ ہر ایک عقلمند موجودہ انسانی پوزیشن پر غور کر سکیگا کہ اس لابدی انجام کیا۔ تو اس کو اس پوزیشن سے نکلنے کا کوئی رستہ نظر نہین آئیگا جو بلاشبہ تباہی اور غارت ہو رہا ہے پس سیاسی معمون کو چھوڑ کر جو زیادہ تر پیچیدہ ہوتے جاتے ہین۔ ان مختلف ممالک کے باہمی ارتباط جو اپنے آپ کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح کرنے مین مصروف ہین اور ہر وقت

جنگ کیواسطے تیار ہیں۔ صاف بتا رہی ہیں کہ جو انسان مہذب کہلاتے ہیں کس تباہی اور بربادی کی سڑک پر رواں ہیں۔

باب ششم

دو ہزار سال گذرے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے اور پھر حضرت عیسیٰ مسیح نے لوگوں کو بتایا تھا کہ اب وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ سو توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ (مرقس کی انجیل باب ۱ آیت ۱۵) اگر اپنی حالت پر نہیں سوچو گے تو تم سب تباہ ہو جاؤ گے (لوقا باب ۱۳ آیت ۵)

لیکن لوگوں نے اپنے کانوں کو ان کی آواز سے آشنا نہ کیا۔ اور جس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ اب پوری ہو رہی ہے۔ مگر افسوس ہم اس سے بیخبر ہیں۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمیں اپنی نجات کے ذریعوں کو نظر انداز کرنا نہیں چاہیئے۔ ہمیں ضرور دیکھنا چاہیئے کہ کئی وباؤں کے علاوہ جو ہماری متبذل زندگی پر نازل ہو رہی ہیں پہلے صرف ملٹری تیاریاں اور ان کے بعد جنگ ہمیں ضرور تباہ کریں گی اور ان سے بچنے کے جو وسائل انسانوں نے ایجاد کئے ہیں بالکل غیر موثر ثابت ہوں گے کیونکہ قوموں کا ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح ہونا ہرگز نہیں ختم ہونیکا۔ لہذا حضرت عیسیٰ مسیح کے مشار الیہ اہم ہیں اور پیشگوئی کرنے والوں کو بھی ہمارا زمانہ اس وقت مد نظر تھا عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ اپنی بات سوچو یعنی ہر ایک شخص نے جو کام شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کر کے اپنے آپ سے سوال کرے کہ میں کون ہوں؟ اور ان سوالوں کا جواب پا کر فیصلہ کرے کہ جو کچھ میں کرتا ہوں یہ میری آخری منزل مقصود کے موزون ہے؟ ہماری دنیا اور ہمارے زمانہ کے ہر ایک شخص کو جو عیسوی کی تعلیم سے مس رکھتا ہو مناسب ہے کہ ایک لمحہ کیلئے اپنی مستعدی کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی منصب کو خواہ وہ بادشاہ، وزیر، سپاہی، اخبار نویس وغیرہ کا ہو بالائے طاق رکھے اور اپنے آپ سے دریافت کرے کہ میں کون ہوں؟ اور میری آخری منزل کیا ہے؟ اس کو بالیقین یہی جواب ملیگا کہ میں ہی بالاتر طاقت سے دنیا میں بھیجا گیا ہوں جس زمانہ کی کوئی انتہا نہیں اور کچھ عرصہ یہاں ٹھہر کر مر جاؤں گا یعنے یہاں سے نابود ہو جاؤنگا اور جو ذاتی سوشل اور دنیاوی انسانی خواہشات میرے پیش نظر ہیں۔ یا لوگوں نے میرے گلے منڈھے ہیں۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ہیچ ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ ہے۔ لہذا میری یہ تمام ہوسیں میری زندگی کے اس مدعا کی تابع ہونی چاہئیں جسکو حاصل کرنیکیواسطے میں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔

میرا آخری مدعا۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ناقابل الحصول تو ہے۔ تاہم اس مدعا کی ہستی میں کچھ شک نہیں۔ اور میرا سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ میں ان کے حصول کا آلہ بنوں یعنے دنیا میں میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے خدا کے کام میں معروف ہو جاؤں اور اس کے کام کو پورا کروں۔" اپنی منزل مقصود کو سمجھنے کے بعد ہماری دنیا اور زمانہ کے ہر ایک شخص کو خواہ وہ بادشاہ یا سپاہی ہو ضرور ان فرائض سے اغماض کرنا پڑیگا جو اس نے اپنی مرضی سے اختیار کئے ہوں یا دیگر لوگوں کی جانب سے اسپر لاحق کئے گئے ہوں۔

بادشاہ کو ہمیشہ کہنا چاہیئے کہ قبل اس کے کہ میں نے سلطنت کی نسبت فرائض کا بار اپنے سر پر لیا۔ میں نے آنے کے ساتھ ہی اس بات کو پورا کرنے کا معاہدہ کیا ہے جسکی مجھے دنیا میں بھیجنے والی طاقت متقاضی ہے۔ میں ان تقاضوں کو صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اپنے دل میں خوب محسوس کرتا ہوں۔ یہ قانون عیسوی میں پائے جاتے ہیں جس پر میرا ایمان ہے۔ یعنے مجھے اسکی مرضی پر متوکل ہو کر وہی فرائض ادا کرنے چاہئیں جن کا مجھ سے تقاضا کیا جاتا تھا۔ مجھے اپنے پڑوسی سے پیار کرنا چاہیئے جیسے مجھ سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ اسکی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے جو میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میرے ساتھ کریں مگر سوال یہ ہے کہ کیا میں اس پر عمل کرتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں پر حکومت کرتا ہوں۔ اور جبر و تشدد کرنا میرا شیوہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جنگوں میں شریک ہوتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے ایسا کرنا چاہیئے۔ مگر خداوند کا فرمان ہے کہ مجھے اس کے بالکل برعکس کرنا لازم ہے۔ لہذا اب تک میری کان بہرے تھے۔ میں سلطنت کا سردار ہونے کی حیثیت سے مجھے ٹیکسوں کی وصولی وغیرہ میں جبر کرنے اور سب سے بڑھکر جناب جیسی جنگیں چاہیئے جنہیں اپنے پڑوسیوں کو ہلاک کرنا پڑے۔ مگر مجھے ہرگز اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہی جواب دینا چاہیئے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا کروں گا۔"

سپاہی کو بھی اپنے سوالوں کا یہی جواب دینا چاہیئے جس کو لوگوں کے ہلاک کرنیکا سبق دیا گیا ہے اور وزیر کو بھی جس نے جنگ کی تیاری کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور اخبار نویس کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے جو جنگ کیواسطے ابھارتا ہے۔ اسیطرح وہ بے امید پوزیشن خود بخود تباہ ہو جائیگی جو لوگوں نے نہ صرف بلحاظ جنگ اختیار کی ہوئی ہے بلکہ تمام دیگر آفات کے خیال سے بچا کر دوسری خوش آمدانی پیش آنیکا مصداق ہو رہی ہے گو یہ کیسی ہی عجیب بات معلوم ہو۔ تاہم اسمیں شک نہیں کہ جو آفات انسانوں پر اپنی کرتوتوں سے نازل ہوتی ہیں ان سے نجات پانے کا صرف یہی ڈھنگ ہے جس کے واسطے کوئی بیرونی دباؤ درکار نہیں۔ بلکہ اندرونی طاقتیں کام دیتی ہیں۔ اور قریباً ایکہزار نوسو سال گذرے ہیں کہ یہ طریق حضرت عیسیٰ مسیح نے بتایا تھا یعنے ہر ایک انسان کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ وہ میں کون ہوں؟ اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے؟"

باب ہفتم

ہمارے زمانہ کے لوگوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد کا کوئی مذہب نہیں جس سے ان کی ہدایات اور رہنمائی ہو سکے۔ یہاں میری اس مذہب سے مراد ہے جو انسان اور خدا کے مابین تعلق پیدا کرے اور اسے تمام انسانی مستعدی کو علی العموم اعلے بر تر ہدایت مل سکے۔ جس کے بغیر لوگ حیوانوں کے سطح پر آتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی فروتر جاتے ہیں۔ یہ برباد کرنیوالی بلا جو ہمارے زمانہ میں ایک خاص طاقت سے نمودار ہو گئی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی ہدایت کے واسطے کوئی معقول سبیل نہیں رہی۔ اور انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو صنعتی دریافتوں اور ترقیات پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے اور قدرت کی طاقتوں کی جانچ میں لگ گئے ہیں اور کوئی معقول بالاتر طاقت ان کی ہدایت کے واسطے نہیں رہی۔ اس لئے ان کی کوششوں سے ان کی حیوانی خواہشیں پوری ہونے لگی ہیں مذہب سے محروم ہو کر وہ لوگ جن کو قدرت کی طاقتوں پر بہت بھاری اقتدار حاصل تھا محض بچے رہ گئے ہیں جن کے ہاتھوں میں بارود یا گیس کے کھلونے دیئے گئے ہیں ہمارے زمانہ کے لوگوں کو جو طاقت حاصل ہے اور جسطرح یہ اس کو خرچ کر رہے ہیں اگر ہمیں مجبور اکہنا پڑتا ہے کہ اخلاقی ترقی کے لحاظ سے ان کو ریلوں۔ جہازوں۔ فوٹوگرافی وغیرہ کے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا اور صرف لوہا اور فولاد کی دستکاری کی کچھ نہ کچھ پڑ گئے ہیں۔ جس سے یہ اپنی بری خواہشوں اور دل لگیوں کو اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی ہوسوں کو پورا کر رہے ہیں۔

تب زندگی کی ان تمام ترقیوں۔ اور اس طاقت کو جو انسان نے پیدا کر لی ہے اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس کو صفحہ یادگار سے نسیاً و منسیاً کر نیکیواسطے کیا کرنا چاہیئے؟ یہ طاقت جو لوگوں نے پیدا کر لی ہے۔ خواہ یہ کیسی ہی بری طرح استعمال کیجاتی ہو جیسے یوں میں قوموں کے جو اجتماع قائم ہو گئے ہیں ان کو تبدیل کرنا اور انہیں نئی زندگی دینا لازمی ہو گیا ہے۔ پس ایسے سرشتے قائم کرنیکیواسطے جن سے محدودے چند لوگ بڑی تعداد کو اپنا بنانے سے رک جائیں اور علم کو پھیلائیں۔ سرگرمی سے کوشش کیگئی ہے اور اب بھی کیجا رہی ہے۔ سلطنتوں کی حدود تبدیل ہوئی ہیں۔ ملکی سررشتے بدل گئے ہیں اور علم کو فروغ ہو گیا ہے مگر باوجود خلط ملط ہونے اور ملکی سررشتوں کے جدید انتظام اور علم کو فروغ ہونے کے انسان وہی حیوانی کے حیوان رہ گئے ہیں۔ جو ہر وقت ایک دوسرے کو پھاڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اور بدستور بری خواہشوں کے غلام ہیں۔ اور جب تک کہ انہیں مذہبی ہدایت نہیں ملتی بلکہ نفسانیت اور اپنی پرانی شہوری اور بیرونی دباؤ کے تابع ہیں۔ ترقی کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔

انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں۔ یا تو اس کو غلام ہو کر رہنا چاہیئے۔ یا خدا کی خدمت کرنا چاہیئے۔ اس کے واسطے بخلش رہنے کا یہی نسخہ ہے کہ اپنی مرضی کو خدا کے تابع کر کے اور ہر دم زبان پر یہ رہے کہ "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" جو شخص مذہب سے محروم ہو کر اپنی اور دوسرے لوگوں کی خواہشوں کے تابع ہو گیا ہے وہ کبھی حیوانوں یا غلاموں کے زمرہ سے نہیں نکل سکتا کیونکہ صرف مذہبی پابندیاں ہی اس کو اس متبذل حالت سے نکال سکتی ہیں۔ جن کو یہ خیر باد کہہ چکا ہے۔ (باقی وارد)

ولیعہد جاپان کی شاہانہ عنایت

ولیعہد جاپان کا نام یوشی ہیتو ہے کہتے ہیں کہ وہ فقرا اور مساکین پر بڑی مہربانیاں کرتے ہیں مساکین و یتیموں کو دوست رکھتے اور بیوہ و یتیموں پر دلسوزی کرتے ہیں وہ اب تک اپنے شہر سے کبھی باہر نہیں نکلے اور باوجود اس کے اکثر ملکوں کے احوال اور ان ملکوں کی باشندوں کی عادات و اخلاق سے واقف ہیں انکی زوجہ کا نام شاہزادی کوجو ہے جو شاہی خاندان سے ہے اور جس میں دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں ولیعہد جاپان کی حسن اخلاق میں ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ ایک دن وہ پہاڑی کی قریب بطور تفریح طبع گشت کر رہے تھے راستہ میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا اس بوڑھیا کا عصا گم گیا تھا جس سے تکیہ کر وہ چلتی پھرتی تھی اور بغیر عصا کے چل نہیں سکتی تھی جب ولیعہد کو اس کی حال کی آگاہی ہوئی تو اپنا قیمتی عصا اسکو دیدیا بڑھیا نے بڑی شکر گذاری سے عصا لیا پھر بڑھیا نے درخواست کی کہ آپ اپنے نام و مقام رہائش سے مجھے اطلاع دیں تاکہ میں اپنے گھر پہنچکر آپکی لاٹھی آپکو پہنچا دوں شاہزادہ نے کہا کہ میرا نام شاہزادہ یوشی ہیتو ہے اور میرا مقام رہائش محل سیکاوو ہے اور یہ لاٹھی تم کو ولیعہد جاپان کی جانب سے بطور یادگار عطا کیگئی ہے بڑھیا نے خم ہو کر شاہزادہ کے قدم چومنے چاہے مگر

شاہزادہ نے بڑے لطف اور مہربانی سے قدم چومنے سے منع کیا اور تبسم کنان چلے گئے۔ اور آپ کی زبان حال آباد و بلند پکار رہی تھی کہ "ازرع جمیلا ولو فی غیر موضعه۔ فلا یضیع جمیل اینما زرع" یعنی جہاں...

[illegible]

لاہور اور انسداد طاعون کی تجاویز

اس ضلع اور شہر کی خوش قسمتی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جہاں کا حاکم اعلیٰ اپنی رعایا کی بہبود اور بہلائی میں شب و روز مصروف ہو شہر لاہور اور اس کا ضلع بھی ایسا ہی خوش قسمت ہے جہاں جناب سی جی ہیلی فیکس سی۔ ایس۔ ایسا مدبر اور بہی خواہ رعایا ڈپٹی کمشنر ہے۔

صاحب موصوف کی دور بین نگاہ طاعون کے ان شدید حملوں کو مشاہدہ کر رہی ہے جو اگر خدانخواستہ لاہور پر ہوئے تو گورنمنٹ اور رعایا کو خطرناک گھبراہٹ میں ڈالدیں گے۔ اس لیے صاحب موصوف ایک عرصہ سے ان تجاویز اور تدابیر میں مصروف ہیں جو بظاہر اسباب ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے میں حفظ ما تقدم کے طور پر مفید ہیں۔ صاحب موصوف نے باشندگان شہر کو مخاطب تحریروں اور صورتوں سے ان تجاویز پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے لیکن یہ شہر کی بدقسمتی ہوگی اور اس کے ذمہ دار وہ اہل الرائے ہوں گے جو اپنی سوسائٹی میں معزز اور بارسوخ ہیں اگر ان تجاویز پر عمل نہ کیا گیا یا ان کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کی سعی نہ کی گئی۔ اس لیے لاہور کے ہر سمجھدار اور ذی اثر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان تجاویز اور ہدایات کو جو صاحب موصوف وقتاً فوقتاً مشتہر کرتے رہتے ہیں کثرت کے ساتھ پھیلائیں اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کیلئے مفید تجویزوں اور مشوروں سے صاحب موصوف کو مدد دیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام نے (اپنی اس معرفت اور بصیرت کی بناء پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے عطا ہوئی ہے اور طاعون کے متعلق جو علم اسے دیا گیا ہے) اپنے قیام لاہور کے دنوں میں اپنی حیثیت اور منصب کے لحاظ سے اہل لاہور کو یہ پیغام پہونچایا کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری نگہداشت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے متعلقین پر رحم فرماوے اور اسطرح وہ اس خطرہ سے جو طاعون کے باعث آنیوالا ہے محفوظ رہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کسقدر سعید فطرت لوگ ہوں گے جو ان باتوں کو جو خدا کے مامور کے منہ سے نکلی ہیں اپنا دستور العمل بنائیں گے۔

بہرحال سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ممبر جو اس طاعونی نشان کی عظمت سے واقف ہے اپنے مرشد و مولا کے نقش قدم پر چلکر اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو اپنی پاک حالتوں اور نیم شبی دعاؤں سے اس عذاب سے بچنے کیلئے کوشش کرتا رہے اور دوسروں کی بہلائی میں بھی ساعی ہو۔ اسی بناء پر ہمارے ایک مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی ان تجاویز پر (جو ابھی حال میں مشتہر کی ہیں) غور کر کے **دو مفید امر** صاحب موصوف کی توجہ کیلئے پیش کئے ہیں جو ان کی چٹھی سے معلوم ہوں گے۔ ہمیں امید ہے کہ صاحب موصوف ان تجاویز پر پورا نوٹس لیں گے۔ حکیم صاحب موصوف کی یہ سعی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس جوش اور ارادت کو ظاہر کرتی ہے جو اسے **گورنمنٹ** کی وفاداری اور فرمانبرداری میں ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا بھی پتہ دیتی ہے۔ ہم یقیناً کہ سکتے ہیں کہ مسٹر **ہیلی فیکس صاحب** سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبروں یعنے **انجمن فرقانیہ** لاہور کو سب سے زیادہ ان کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی کوشش کرنیوالا پائیں گے۔ اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا وہ ان کے نیک ارادوں میں ان کے سچے معاون ثابت ہوں گے اس لئے کہ ان کو ان کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہی تعلیم دی گئی ہے۔ اب ہم وہ چٹھی جو حکیم صاحب موصوف نے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے نام انگریزی زبان میں جناب کو بھیجی ہے ترجمہ کر کے ذیل میں چھاپتے ہیں

بعالیخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور

عالی جناب

جناب کی ان مطبوعہ چٹھیوں کے حوالہ سے (جو انسداد طاعون کی چند تجاویز و ہدایات پر مشتمل تھیں اور جو ہندو مسلمان سربراوردگان قوم کے نام تھیں) میں التماس کرتا ہوں کہ وہ تجاویز جو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے جمع کیگئی ہیں میری رائے ناقص میں اس قابل ہیں کہ انپر تمام بہی خواہان قوم عمل کریں۔

میں حتی الوسع ان تجاویز کو مشہور کروں گا اور لوگوں کو ان پر عمل کرنے کی ترغیب دونگا ان تجاویز کو زیادہ موثر بنانے کیلئے میں نہایت عاجزی سے مندرجہ ذیل دو تجویزیں پیش کرتا ہوں اور اگر جناب ان پر توجہ فرمائیں گے تو یہ امر میرے لئے موجب فخر ہوگا۔

اول۔ متوفی کے کپڑوں کے متعلق (جو عام دستور ہے کہ وہ ملاں یا برہمن اور بعض اوقات مہتر کو دیئے جاتے ہیں) یہ ایک ایسا پرانا دستور ہے کہ آسانی کے ساتھ دور نہیں ہو سکتا۔ کچھ شک نہیں تعلیم یافتہ پارٹی کی مساعی اس زور کو کم کرنے کیلئے ایک حد تک مفید ہوں گی مگر عوام کی جہالت ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوگی۔ اس لئے میری رائے ناقص میں یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوگی اگر ایک اشتہار اردو اور ہندی میں جناب کا دستخطی شائع ہو جسمیں نہایت شفقت کے ساتھ ملاؤں اور برہمنوں کو نصیحت کیجاوے کہ طاعون سے مرجانیوالوں کے کپڑے انکی زندگی کیلئے بہت ہی خطرناک اور مضر ہیں اور بعض اوقات قلیل سا نفع سارے کنبہ کی موت کا موجب ہو جاتا ہے اور ایسا ہی داروغوں اور جمعداروں کو ہدایت کیجاوے کہ وہ خاکروبوں کو جان کے اس خطرہ سے آگاہ کردیں جسمیں طاعونی مریضوں کے کپڑوں کے لینے سے وہ اپنے آپکو ڈالیں گے۔

ثانیاً۔ چارپائیوں کے متعلق بھی کچھ شک نہیں سمجھدار اور آسودہ حال لوگ طاعونی مردوں کی چارپائیوں کو جلادینا یا ان کو ڈس انفیکٹ کرنا پسند کریں گے۔ اور اس پر عمل بھی کریں گے لیکن جب طاعون کا حملہ پوری شدت سے ہوتا ہے اسوقت لوگ جرات اور حواس کھو بیٹھتے ہیں اور وہ دیوانوں کیطرح ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا واقع ہوتا ہے کہ جب متوفی کے رشتہ دار اوسکی تدفین میں مصروف ہوتے ہیں ایک اور عزیز مبتلا ہو جاتا ہے اور ان کے قبرستان سے واپس آنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور اسیطرح متواتر حملے ہوتے اور جانیں ضائع ہوتی ہیں اور جہاں جہاں طاعون پھیلی ہے اور ایسی وارداتیں اکثر واقع ہوئی ہیں۔ ان حملوں اور نقصانوں سے پس ماندگان وفور غم و جوش اور اندوہ کیوجہ سے بالکل دیوانے ہو جاتے ہیں ایسے مواقع پر ان سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ جو اس تکلیف اور مصیبت کا خیال بھی کرسکیں جو چارپائیوں کی وجہ سے آئے گی۔ اور فی الحقیقت ان کو ایسا ہوش ہی رہتا ہے۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کئی ہزار چارپائیاں جناب کے حکم سے طیار کیجاویں اور ان کے اخراجات یا تو گورنمنٹ ادا کرے کیونکہ وہ کثیر التعداد روپیہ لوگوں کو طاعون سے بچانے کیلئے صرف کر چکی ہے اور اگر یہ امر ناقابل عمل ہو تو آسودہ حال لوگوں سے اس مقصد کیلئے چندہ لیا جاوے اسطرح پر مطلوبہ رقم بڑی آسانی سے جمع ہو سکتی ہے یہ چارپائیاں میونسپل کمشنروں کی تفویض میں رہیں مثلاً ہر ایک کے پاس پچاس چارپائیاں ہوں جن کو ضرورت کے وقت غریب لوگ استعمال کرسکیں ایسا ذخیرہ میری رائے ناقص میں بہت مفید ہوگا اور وہ خطرہ جو متاثر چارپائیوں کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑی حد تک کم ہو جاویگا۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جاوے تو [illegible] میرے نام کے محاذ اس چندے میں لکھ لئے جاویں۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسی مہربان گورنمنٹ اس ملک کے لوگوں کی حفاظت اور مدد کیلئے ہمیشہ تک رہے اور ایسے افسروں کی عمر دراز ہو جو شب و روز رعایا کی بہبودی کی تجویزوں کے سوچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ (آمین)

میں ہوں جناب کا فرمانبردار خادم
حکیم محمد حسین قریشی احمدی۔ حویلی کابلمل لاہور

آریوں سے ایک ہندو لڑکی کا سوال

بغیر کسی حاشیہ یا ریمارک کے مندرجہ ذیل سطر جنکی راقمہ ایک ہندو لڑکی ہے شکریہ کے ساتھ اخذ کیجاتی ہیں۔

دو سات سال کی عمر میں میرا بیاہ ہونا بیان کیا جاتا ہے میں سال کی عمر کی تھی جبکہ میرے برائے نام خاوند نے دوسری شادی کرلی۔ میں کبھی ان کے گھر میں نہیں گئی مجھکو بدسلوکی اور نفرت سے دیکھا جاتا رہا۔ (جیسا کہ میری والدہ بیان کرتی ہے) میں نے آریہ بہائیوں کی بدولت تعلیم حاصل کی۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میرا چال چلن فی زمانہ اچھا رہا میری برادری والے کہتے ہیں کہ قانوناً اور رواجاً میری شادی نہیں ہو سکتی۔ میرا پہلا خاوند اور اس کے لواحق مجھکو بوجہ تعلیم یافتہ ہونے کے کنجری اور کرانی سمجھتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تم ہمارے واسطے مرگئی ہو۔ میرے پہلے خاوند کی دوسری بیوی اور دو بچے موجود ہیں۔ میں آجتک اپنی والدہ کے زیر حفاظت رہی ہوں۔ مگر اب میری والدہ سخت بیمار ہے اور کوئی میرا رشتہ دار میرا پرسان حال نہیں۔ میں سچ بیان کرتی ہوں کہ میں اکیلی اپنی جوانی کے دن نہیں کاٹ سکتی۔ آریہ بہائیوں اور ہندوؤں سے یہ سنکر کہ میں ہندو رہ کر قانوناً اور رواجاً بیاہ نہیں کر سکتی میرا کئی بار وچار ہوا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں مگر عیسائیوں کا مذہب مجھے پسند نہیں آتا گو موجودہ تکلیفات ہر روز میرے من میں عجیب کشمکش پیدا کر رہی ہیں۔ میں راست راست بیان کرتی ہوں کہ میں ایک معمولی عورت ہوں۔ یوگن اور ویراگن نہیں ہوں اور ایسے حالات میں میں نے پرورش پائی اور رہتی ہوں۔ کہ مجھکو اس بات کا گمان تک نہیں آتا کہ میں بغیر شادی کے پاک صاف رہ سکوں گی۔ علاوہ ازیں اکیلی رہنے کی وجہ سے جو خوف اپنی عزت کے خطرہ میں رہنے کا ہے۔ وہ میں ہی جان سکتی ہوں۔ بعض آریہ سماجی بہائیوں نے ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دیکر یہ فرمایا کہ یہی نہیں کہ قانوناً میری شادی نہیں ہو سکتی بلکہ شاستر کے انوکول بھی میرا بیاہ نہیں ہو سکتا۔ پس اب میں آخری طور پر سماج کے چیدہ پرشوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آیا مجھ دکھیاری کیلئے سوائے نیوگ۔ یا یوگن۔ یا بیراگن بنکر زندگی کاٹنے کے کوئی اور بھی علاج ہے یا نہیں یعنی میں کسی یوگیہ مرد کے ساتھ بیاہ کرسکتی ہوں یا نہیں۔

ترجمہ کیا۔ اس تحریر کا کچھ حصہ ملتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہوگئے ہو۔ پس کوئی نہیں سزا اسکی جو ایسا کرے۔ تم میں سے۔ مگر یہ کہ ذلیل ہو۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

مدینہ کے بارعب بنی اسرائیل اور یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ و حشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی۔ اور یہانتک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دھمکیاں دیں۔ ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے۔ اسمیں دو خبریں ہیں۔ اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے۔ اور یہ امر بظاہر محال تھا۔ کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی تھی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں تم پر عذاب ہوگا یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں۔ پھر تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب و صاحب جاہ و حشم مع تمام قبائل عرب کے جن کو احزاب کہتے ہیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب سے جلاوطن کئے گئے۔ ان کا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالکل سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبریں تھیں۔ اور انکے مقابلہ میں دو واقعات تھے۔ جنکے متعلق وہ خبریں تھیں ایک خبر نے اپنے واقعہ کے ساتھ صداقت کی مہر لگادی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت بھی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلایل۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پ ۲۴ مومن) ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہنے پر چلتے اور مانتے ہیں نصرت، امداد و تائید دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں مرسلوں اور انکے پیرو ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح بے کس و بے بس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت ور جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت کامیاب و نادم ہوئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرت مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دونوں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی کو مناسبت ہے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسے علیہ السلام کے مابین جنگ رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے۔ جو مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسے علیہ السلام انکی شرارتوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرت کے مستحق ہونگے۔ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ ۲۴ مومن) پھر دیکھو۔ ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوۃ سے قیامت کو ثابت و محکم کردیا ہے۔

عمائد منافقین مدینہ کو کہا۔ کہ شرارتوں سے باز آجاؤ ورنہ اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤگے۔ جیسے آیۃ ذیل میں آیا ہے۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ ۱۰ توبہ) اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دینگے اس دنیا میں۔ اور انکے لئے عذاب ہے۔ آخرۃ میں پھر ایک اور خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی والی وارث نہ ہوگا۔ اور تیسری خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی مددگار نہ رہیگا۔ پھر دیکھو یہ تینوں خبریں کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ ہمیں دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں۔ تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤ گے۔

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم سے مل سکتی ہیں

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ؎
آریہ دھرم (رد آریہ)	۴ر
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب)	۱۰ر
تقریر نماز اور وحدت وجود پر خط حضرت اقدس کی تیس سالہ پرانے مضامین	۲ر
الہام کا نسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۲ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
تفسیر سورہ تبت	۲ر
فیصلہ آسمانی	۳ر
تحفۃ المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۸ر
فک النشاک	ار
شمس بازغہ (پیر گولڑی کا رد)	عہ
سواء السبیل نمبر ۲	۱ر
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامۃ)	۲ر
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریریں)	۴ر
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	ار
برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳ر

تفسیر القرآن پارہ اول	عہ؎
ریورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء	عہ؎
نمونہ قرآن مجید بموافق یسرنا القرآن)	۳ر
فیض احمدی	ار
قصیدہ ضوابط الاسرار	ار
وفات مسیح پنجابی	۲ر
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲ر
دعوۃ الحق نمبر ا و ۲	ار
سلک مروارید (عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴ر
النصح (عہد مومن کے خواص و نشانات)	۲ر
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	۴ر
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲ر

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

الحکم کے پچھلے نامکمل فائل

الحکم میں گران بہا موتیوں کا امین ہے انکی قدر ہر شخص نہیں کرسکتا۔ لیکن اسکی قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پنیانگ سے (جہاں کے ایک عظیم الشان کتب خانہ موسومہ بہ حمیدیہ میں الحکم اول کا اول جاری ہوا تھا اور اب تک جاری ہے) ایک معزز شخص الحکم کے کل فائل خرید کر منگواتا ہے باوجودیکہ وہ اردو پڑھ نہیں سکتا۔ اور اس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ وہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کروائے گا۔ اس سے جہاں ایک طرف اس بزرگ کی ہمت اور قدردانی کا پتہ لگتا ہے وہاں الحکم کی قبولیت اور اس کے مضامین کی خوبی اور عمدگی کا ثبوت ملتا ہے۔

دفتر الحکم میں چند مکمل فائلوں کے علاوہ الحکم کے بعض نامکمل فائل بھی موجود ہیں جو صاحب لینا چاہیں وہ خط و کتابت کرکے قیمت کا فیصلہ کرسکتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ فی الحال ان اخبارات کے دوبارہ چھپنے کی نوبت نہیں آسکتی ہی ہاں ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کے مضامین آئندہ نسلیں مختلف طریقوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرینگی (انشاء اللہ العزیز) بہر حال یہ ایک گران بہا نعمت ہے جو اس وقت سستے داموں مل سکتی ہے یہ فائل ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۳ء تک کے موجود ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر

اطلاع بغرض اصلاح

۲۰ جون ۱۹۰۳ء کو ایک منی آرڈر تعدادی صہ ر دفتر الحکم میں نصیر احمد نمبر ۴۰ ار جمنٹ کمپنی بمبئی کی طرف سے آیا ہے جو الحکم کی ۱۹۰۳ء کی قیمت ہے۔ لیکن نمبر خریداری درج نہیں رجسٹر سیاہہ میں یہ رقم درج ہے لیکن رجسٹر خریداران میں درج نہیں ہوسکی نمبر ۱۱۶۲ کے خریدار کا نام نصیر احمد ہے جو امروہہ تشریف رکھتے ہیں کیا خریداران الحکم میں سے مندرجہ بالا رقم بھیجنے والے بزرگ اطلاع دینگے کہ انکا نمبر خریداری ۱۱۶۲ ہی ہے یا کوئی اور ہے

ایڈیٹر و مینیجر

قرآنی صداقت کو عیسائیوں کی جہالت

ذیل کا مضمون جو ہمارے ایک مکرم بھائی منشی الہ دین صاحب لودہانوی نے لکھا ہے عرصہ ہی بغرض اندراج آیا ہوا ہمیں افسوس ہے کہ ہم بہت عرصہ پہلے اسکو شایع نہیں کر سکے تاہم وہ اپنے مضمون کی خوبی کیوجہ سے اب بھی ویسا ہی موثر اور مفید ہے جو ایک عرصہ پہلے ہوتا۔ ایڈیٹر

اخبار نور افشان نمبر ۲۹ دسمبر ۶۳ جلد ۳۲ میں ایک مضمون جسکی سرخی مراتب ذات پاک خداوند یسوع مسیح از قران از جانب الیس۔ پی۔ جی جھونجان والا درج کی۔ ہماری نظر سے گذرا صاحب مضمون حقیقت میں تو ایک جاہل آدمی ہے جسکو اپنے مختلف عیسائی فرقون کا بالکل حال معلوم نہیں اور نہ یہودیون کے اختلاف مذاہب سے اس کو خبر ہے افسوس اس کمزوری کی حالت میں قرآنی تعلیم پر نکتہ چینیان کرنا اپنی جہالت کی مٹی خراب کرانا ہے اب ہم اس عیسائی کا جواب دیکر اس کی کمزور تحقیق کا اپیل بندگان خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ قولہ ناظرین نور افشان ہمارے پیارے نجات دہندہ نے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کو محمد صاحب نے حضرت مریم مبارکہ کے ساتھ تعلق سمجھکر اسکی الٰہی ذات کو محض باہری ظاہری الفاظ میں مانا جوکہ انکی غلطی اور عدم معلومات پر صاف صاف دلالت کرتا ہے جیساکہ ہمارا دعویٰ آیت ذیل سے ثابت ہو رہا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ ترجمہ کافر ہوئے وے لوگ جنہون نے کہا اللہ وہ ہے مسیح جو مریم کا بیٹا ہے جواب اسمین کچھ شک نہیں ہے کہ ایک عاجز بندے کو خدا بنایا جاوے پھر بندے کو خدا بنانے والے اگر کافر نہیں تو اور کون ہوگا باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ پیغمبر علیہ السلام نے عیاذ باللہ غلطی اور عدم معلومات سے مسیح کو خدا جاننے والون کو کافر کہا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ ایک طرف انبیاء علیہم السلام کے قائلین کی جماعت دوسری طرف خدا کے عاجز بندون کو خدا یا خدا کا اوتار ماننے والے عیسائی اور عیسائیون کے ہم عقیدہ ہندو جو خدا کو کئی مرتبہ مختلف انسانون اور حیوانون کے وجود میں اوتار دہارنا تسلیم کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی جماعت سے کہے بالمقابل اپنے خدا اشکستون سے کوئی ایسا فعل فوق العادت پیش کرین جسکی نظیر تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں پائی نہ جاوے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قیامت تک مسیح اور کرشن کی خدائی کے قائل کوئی فعل اپنے فرضی خداؤن کا انبیا کی جماعت کے متبع لوگون کے سامنے پیش نہیں کر سکتے پہر کس بہرتی پر مسیح یا کرشن کو خدا بنایا جاتا ہے سو جواب فکر کرو قرآنی دعوی توڑنا آسان نہیں کیا کوئی عیسائی مسیح کا بندہ اپنے فرضی خدا مسیح کا فعل انجیل سے ایسا دکہا سکتا ہے جسے انبیاء پاک کی تمام جماعت عاجز ہو گئی ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں اے عیسائیو خیال کرو جو معجزات انبیا سابقین نے کئے اور بائیبل میں اب موجود ہیں ان سے بڑھکر تم نے یا تمہارے بڑون نے مسیح کا کونسا کام فوق الفوق دیکہا جسکی وجہ سے تم مسیح کی خدائی کے قائل ہو گئے جب تک اس اعتراض کا جواب نہ دو قرآنی دعوی جون کا تون برقرار ہے۔ **قولہ** قادیانی صاحب بہی اس مغالطہ میں پڑکر سفید کو بے فائدہ رات دن سیاہ کر رہے ہیں اس لئے ایسے صاحبان کی آگاہی کیلئے میں نے یہ مضمون شروع کیا تاکہ وے اپنی روح کو بیخبری کی حالت میں برباد نہ کرین **جواب**۔ حضرت مرزا صاحب مرشد برحق امام صادق مسیح الزمان مہدی دوران قادیانی صاحب مغالطہ میں پڑکر ہوئے نہیں بلکہ عیسایان گم ... راست اور مبتلائے ضلالت کی سچی خیر خواہی کیلئے دن رات اپنی نوک قلم سے نور افشانی کر رہے ہیں عیسائی نور کے دشمن اور ظلمت کے دوست مثل شپرک کے نور سے انہیں جو رامین تو بیان کا قصور ہے دیکہو حضرت مرزا صاحب نے ایک چہوٹا سا اشتہار ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء میں جسکی سرخی خدا کی لعنت اور کسر صلیب ہے دیا تہا اس اشتہار میں از روئے لغات عرب لعنت کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ لعنتی اسکو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جاوے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اوس کا دل بکلی سیاہ ہو جاوے اور بڑی نیکی سے لیکر چہوٹی تک کوئی خیر کی بات اس کے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بنجاوے اور اس کا اندر مسخ ہو جاوے یعنے کتون اور سورون اور بندرون کی خاصیت اس کے نفس میں پیدا ہو جاوے۔ یہ لعنت کے معنے لغات عرب مندرجہ ذیل سے بیان ہوئے ہیں۔ لسان العرب ایک پرانی تالیفات میں سے ہے اور ۲ محیط المحیط اور اقرب الموارد نمبر دوم و سوم و چہارم عیسائیون کی تالیفات سے ہیں جو حال میں بمقام بیروت چہپکر شایع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابون میں پائی جاتی ہیں لعنت کے یہی معنے لکہے ہیں۔ اور خط گلتیون باب ۳۔ آیت ۱۳ میں مسیح کو لعنتی لکہا ہے اور یہ لعنت بموجب عقیدہ عیسائیون کی مسیح پر صلیبی موت کی وجہ سے یعنے کفارہ ہونے کیوجہ سے ہوئی ہے مسیح کا آخری دم تو لعنت ہی کی حالت میں نکلا اور لعنت کے معنے اوپر ظاہر ہو چکے ہیں کہ تمام خیر و برکت سے بکلی محروم ہونا اور یہ بات اہل کتاب خود مانتے ہیں کہ نیک و بد اعمال انسان صرف اس زندگی ہی میں کر سکتا ہے بعد از مرگ نہ نیکی ہو سکتی ہے اور نہ بدی اور یہ امر ظاہر ہے کہ خدا کا قرب نیکیون سے حاصل ہو سکتا ہے بعد از مرگ مسیح کوئی نیکی نہیں کر سکا۔ پہر قرب الٰہی اوس کو کیونکر حاصل ہوا۔ اے عیسائیو تم ہی ایمان سے کہو کہ تم حضرت اقدس مرزا صاحب سے جل بہن کر کباب تو ہوئے مگر تمہاری طرف سے اس لعنت نامہ کا کیا جواب ہوا۔ ہم دعوے کرتے ہیں کہ قیامت تک کوئی عیسائی اس لعنت نامہ کا جواب نہیں دیسکتا اور سچ بہی ہے حضرت مسیح موعود کا جواب دینا کوئی آسان بات نہیں ہے پادری مارٹن کلارک صاحب جنے ڈوبل پادری خود وہان گئے کہ جناب یعنے حضرت مرزا صاحب نے ایسی دلیل طلب کی ہے جسمین کسی کو شک نہ ہو صاف اقرار کرتا ہون کہ مین عاجز ہون مین کیا بلکہ خدا بہی عاجز ہے۔ دیکہو جنگ مقدس ۲۹ مئی سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۸۸ سطر ۱۰ مطبوعہ امرتسر ریاض ہند پریس۔ اے پیارے ناظرین کیا ایسی زبردست تحریرون کو بدون جواب بے فائدہ خیال کرنا مخبوط الحواس آدمی کے سوا دوسرے کا کام نہیں ہے۔ **قولہ** واضح ہو کہ جب مسیح ابن مریم کہا جاتا ہے تو مراد اس سے انسانیت ہوتی ہے نہ الوہیت مسیح جیساکہ انجیل جلیل میں لکہا ہے ابن آدم ابن داؤد اسیطرح سے یہی اسکا نام ہے یعنے ابن مریم جوکہ اسکی انسانی ذات پر دلالت کرتا ہے **جواب** مسیح کو ابن داؤد قرار دینا مولف انجیل متی کا جب درست ٹہرتا ہے کہ پہلے مسیح کا حقیقی باپ مان لیا جاوے پہر اوسکا خاندان حضرت داؤد سے سلسلہ نسب بہی ملایا جاوے سو یہ بات عیسائیون کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ عیسائی حضرت مسیح کو کسی انسان کا فرزند نہیں مانتے بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں پہر از راہ تحکم مسیح کو ابن داؤد کہنے سے کیا معنے اگر عیسائی یون کہین کہ حضرت مریم جناب داؤد علیہ السلام کی نسل سے تہی اسلئے مسیح کو ابن داؤد مولف انجیل متی نے لکہا ہے۔ تو اس کے دو جواب میں پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہودیون میں عام دستور تہا کہ سلسلہ نسب لڑکیون کی طرف سے بالکل جاری نہیں کرتے تہے مریم کے فرزند کا سلسلہ جسکو خود عیسائی بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں اس کو داؤد کے سلسلہ نسب میں داخل کرنا کچھ معنے نہیں رکہتا۔ **جواب دوم** انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ میں حضرت مریم کو اس ایسابت کا رشتہ دار لکہا ہے اور یہ پاک بی بی حضرت ایسابت حضرت زکریا علیہ السلام کی جنکو یہود اور عیسائی کاہن مانتے ہیں زوجہ تہی اور کاہن ہمیشہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان میں سے ہوا کرتے تہے کیونکہ عہدہ کہانت خاص بنی ہارون کے لئے مخصوص بحکم خداوندی ہو چکا تہا دیکہو کتاب گنتی باب ۲۵ آیت ۱۲ و ۱۳۔ اور خروج باب ۲۸ آیت ۱۵۔ کتاب ۱ باب ۲۳۔ آیت ۱۳۔ اور حضرت مریم کا رشتہ حضرت ایسابت اور زکریا سے خود بخود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مریم بہی بنی ہارون میں سے تہین اور حضرت داؤد بنی یہودہ تہے۔ پہر مریم کا صاحبزادہ ابن داؤد کیونکر بن سکتا ہے اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ یوسف نجار بنی یہودہ تہا جیساکہ انجیل متی کے باب اول نسب نامہ سے ظاہر ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ سے مریم بسبب رشتہ دار ہونے حضرت ایسابت اور حضرت زکریا بنی ہارون علیہ السلام کے بنی لاوی ثابت ہو چکی ہے اور یہ مسئلہ توریت میں فیصلہ شدہ ہے کہ ہر ایک خاندان کا لڑکا اپنے ہی خاندان میں بیاہا جاوے دیکہو کتاب گنتی باب ۳۶۔ آیت ۸ کیا ہو سکتا ہے کہ یوسف نجار بنی یہودہ ہوکر بنی لاوی کے خاندان میں خلاف شریعت شادی کرے حاصل مطلب اگر بیان لوقا کا اعتبار کرین تو مسیح ابن داؤد نہیں ٹھہرتے اور متی مسیح کو ابن داؤد کہنے والا کاذب ثابت ہوتا ہے اگر متی کی تحریر تسلیم کیجاوے کہ مریم و یوسف نجار بنی یہودہ ہی تہے تو بیان لوقا کا مریم کو ایسابت کا رشتہ دار قرار دینا اور بنی ہارون خیال کرنا سراسر جہوٹ ہو جاویگا اگر بموجب تحقیق متی یوسف نجار کو بنی یہودہ اور موافق خیال لوقا کے مریم کو بہ نسبت رشتہ دار ہونے ایسابت و زکریا کے بنی لاوی تسلیم کیا جاوے تو یوسف نجار کا مریم سے رشتہ یعنی منگنی ہونا بہی از روئے توریت حرام ٹھہرتی ہے ہم نہیں جانتے کہ عیسائی کس شیخی پر بدون تحقیق مسیح کو ابن داؤد کہتے ہیں۔ **قولہ** صاحب قرآن نے اسکی الوہیت و بشریت میں امتیاز کرکے الزام نہیں دیا بلکہ بغیر دریافت کئے پکار اٹہے کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ کہانا کہایا کرتے تہے افسوس ایسی سمجھ پر یہ دلیل انکی صاف ظاہر کرتی ہے کہ بالکل حقیقی راز سے وے بیخبر تہے صرف مجازی معاملہ سمجھکر اسکی باطنی ذات سے انکار کر دیا۔ **جواب** جو کہانا کہایگا وہ تمام اور چیزون کا محتاج بہی ہوگا محتاج خدا نہیں ہو سکتا کیا کوئی عیسائی اس کا ثبوت دیسکتا ہے ایک شخص محتاج بہی ہے اور اسکو کسی محتاج الیہ کی حاجت نہیں جب اس کا ثبوت نہیں تو مسیح محتاج خدا بہی نہیں۔ **قولہ**۔ اور قرآن میں یون لکہدیا

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ ترجمہ اور جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تہا لوگون کو پکڑو مجھکو اور ماں میری کو معبود سوائے اللہ کے

۱ے مرقس باب ۱۲۔ آیت ۳۶ میں خود حضرت مسیح ابن داؤد ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اب ہم مسیح کا اظہار کرین یا مولف اناجیل۔

کہے گا پاکی ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے کہ کہوں میں کہ وہ چیز نہیں ہے واسطے میرے حق۔ پس اس آیت سے تو مہر نگار روز روشن کیطرح واضح ہو رہا ہے کہ محمد صاحب نے بالکل عیسائی مذہب کی بنیاد کو دریافت و تجسس نہ فرمایا اور ناحق بیجا الزام لگا کر غریب مسیحیوں کو متہم گردانا اور ملزم ٹھہرایا چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں آجتک یہ خیال خام قرآنی بھائیوں میں چلا آتا ہے لہذا انکی ہدایت اور آگاہی کیلئے خداوند کریم نے اپنے خاص لوگوں کو یہ ملکہ بخشدیا تاکہ وہ اس کے کلام کو سمجھائیں اور گمراہوں کو راہ حق پر لے آدیں اور اصل حقیقت کو کھولدیں۔ پس میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اشارتاً اس بیان پر اپنے قرآنی بھائیوں کی خاطر کچھ لکھدوں۔ مخفی نہ رہے کہ عیسائی ہرگز اس کو نہیں مانتے کہ حضرت مریم خدا تھیں اور نہ یہ انجیل جلیل ہی میں لکھا ہے۔ جواب۔ افسوس

جہالت کشتہ آدمی را اشتر شمار۔ میرے مکاشفاتی اور مرقسی بھائی اہل اسلام کی پاک کتاب قرآن شریف پر نکتہ چینیاں کرنے پر زبان کھولتا ہے اور گھر کی معلومات ٹھاک ہی نہیں اب اس عیسائی کی عبارت مخفی نہ رہے کہ عیسائی ہرگز اس کو نہیں مانتے کہ حضرت مریم خدا تھیں الی آخرہ پر نظر کرتے ہیں۔ منصف مزاج خداترس انصاف فرماویں یہ اس عیسائی کی سراسر غلطی اور محض سیاہ جھوٹ ہے کہ عیسائی حضرت مریم کو خدا یعنے تثلیث میں داخل نہیں کرتے اور قرآن دعوے کرتا ہے کہ عیسائی مریم کو تثلیث میں داخل کرتے تھے ہم قرآنی صداقت کیلئے چند شہادتیں اس عیسائی کے شرمندہ کرنے کی خاطر علماء مسیحی کی بیان نقل کرتے ہیں۔ پہلی شہادت لارڈ ولیم میور صاحب اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے عقیدوں میں شاید تثلیث میں مریم تیسرا اقنوم یعنے معبود ہے یقین ہے کہ یہ خیال یوں پیدا ہوا کہ اندلون مشرق کے عیسائیوں نے واقع میں مریم کا احترام بحد بیان تک کیا کہ اسکی پرستش کی۔ شہادت دوم جارج سیل صاحب کا مقدمہ ترجمہ قرآن اور ترجمہ مذکور آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا ہے کہ مورخین مشرق نے ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ عیسائیوں میں تھا ان کے نزدیک تثلیث یہی تھی یعنے خدا اور عیسے اور مریم۔ شہادت سوم کتاب تیغ و سپر عیسوی مولفہ پادری نور مسیح مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۹ - بیشک سب عیسائی عیسی کو پوجتے ہیں اور ان میں سے ایک فرقہ ہے جو مریم کو بھی پوجتا ہے شہادت چہارم پادری عماد الدین کی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۲۸۳ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے فرقہ

توسیہ کا اعتقاد تھا کہ خدا مشترک ہے درمیان خدا اور عیسٰی اور مریم کے اور یہ تینوں خدا ہیں۔ علاوہ اس فرقہ کے اور فرقہ اور بھی عیسائیوں میں تھا جسکو کولی ریڈین کا فرقہ کہتے ہیں یہ فرقہ عرب میں تھا اس فرقہ کے لوگ حضرت مریم کو تثلیث میں داخل کرتے اور ان کے لیے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے اور شروع ہی مذہب عیسوی میں یہ بحث شروع ہو گئی تھی کہ تثلیث بعض کے نزدیک خدا و عیسٰی اور مریم کو شمار کرتے تھے اور بعض بجائے مریم کے روح القدس کو داخل کرتے تھے اس داخل خارج کا سلسلہ ۱۹۰۵ برس تک عیسائیوں میں جاری رہا دیکھو تواریخ موشیم اور دیگر تاریخوں میں اس کا مفصل بیان موجود ہے۔ کیوں میرے مکاشفاتی و مرقسی بھائی دیکھ تیرے عیسائی بھائی تو صریح اقرار کرتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی تھے کہ حضرت مریم کو خدا جان کر پوجتے اور اس کو تثلیث میں داخل کرکے تین خداؤں کا تثلیث تعویذ بنا کر ناحق لوگوں کے گلے میں ڈالتے تھے اور تو سراسر جھوٹ بولکر ناحق منکر ہوتا ہے کہ مریم کو کسی عیسائی نے خدا تسلیم نہیں کیا تیرے جھوٹ تو منے سے قرآنی صداقت پر حرف آسکتا ہے۔ قولہ در حقیقت وہ یعنے مریم ایماندار اور نیک ذات اور پاک دامن عورت تھی جسکو خدا نے مہربان نے منظور فرماکر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لیے بھیجدیا۔ جواب۔ اے میرے مکاشفاتی و مرقسی بھائی تمہاری قلم سے ہی حضرت مریم کا اقنوم دوم یعنے خدا کا دوسرا حصہ ہونا ثابت ہو گیا ناظرین عبارت مندرجہ ذیل پر غور فرمائیں

جس کو خدا نے مہربان نے منظور فرماکر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لیے۔

لفظ جسکو۔ منظور فرماکر۔ اپنے اقنوم دوم کو ان تینوں الفاظ کی ضمیر حضرت مریم کی طرف رجوع کرتی ہے دیکھو قرآنی صداقت اسکو کہتے ہیں کہ منکر کی زبان پر بھی حق جاری ہو گیا۔ اور رہا حضرت مریم کو ایماندار جاننا یہ مذہب اسلامیوں کا ہے عیسائی مریم کو ایماندار نہیں جانتے یہ تمہاری اے مکاشفاتی و مرقسی بھائی صریح غلطی ہے مریم کا یسوع پر معہ اپنے دیگر فرزندوں کے ایمان نہ لانا انجیل اور مفسرین نے تسلیم کرلیا ہے دیکھو انجیل متی باب ۱۲ آیت ۴۶ سے ۵۰ تک اور تفسیر انجیل متی خزینۃ الاسرار مصنفہ پادری کلارک و پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۳۰ سے صفحہ ۲۳۲ تک ملاحظہ فرماکر آپ شرمندہ ہوسکتے اب ہم آپ کو سچا قرار دیں یا اپنی انجیل اور آپکے مفسروں کو اس بات کا فیصلہ آپ خود ہی کرلیں۔ قولہ۔ نمبر ۳۶ جلد ۲۶ صفحہ ۴ مخفی نہ رہے کہ آنجناب محمد صاحب نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ ایک اور الزام لگایا جو کہ سورہ توبہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ

ترجمہ۔ کہا یہود نے عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں اگلوں کی بات سے مشابہ۔ دیکھو اول آیت مذکورہ بالا کا حوالہ صریح نادرست ہے یا نہیں۔ آپ کیسے بے خوف ہو کر اہل یہود کو ملزم گردان ڈالا کس کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہیں کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا؟ اے پیارے قرآنی بھائیوں ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر قرآنی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا۔ اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ کہنا سچ ہے کہ متعصب دانائی کی بینائی کو دور کر دیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے اسمیں ذرا شک نہیں کہ اہل یہود بجز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو خاص نہیں سمجھے اور نہ اس کے برابر۔ اگر محمد صاحب یہ کہتے کہ

قَالَتِ الْيَهُودُ مُوسَى ابْنُ اللَّهِ

تو یہ پھبتی۔ او ہو سمجھے یاد آگیا شاید عثمان جامع قرآن سے سہو نہ ہو گیا ہو یا شاید حضرت ہی کا مغالطہ ہو مرزائی میں ذرا اپنے دہی سولی سے تو دریافت فرماؤ کہ درست کیا ہے اور معہ حوالہ توریت کے پیش کرو ورنہ اس قرآنی غلطی کی تصحیح فرماؤ کیونکہ یہودی ہرگز عزیز کو ابن اللہ نہیں مانتے سراسر یہ سفید الزام ان بیچاروں پر ہے۔

جواب۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الزام مت لگاؤ تم پر الزام لگایا جاویگا عیب مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اسیطرح تم پر عیب لگایا جاوے گا متی باب ۷ آیت ۲ اب سنو انجیل متی باب ۲ آیت ۲۳۔ اور ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جاکے رہا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کے پیشین گوئی پوری کرنے کیلئے متی نے یہ لکھدیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام فرما گئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ اے مکاشفاتی و مرقسی بھائی اور دیگر پادری صاحبان سچ کہیو کہ آیت مذکورہ بالا سراسر جھوٹ ہے یا نہیں مولف انجیل متی نے کیسے بے خوف ہو کر انبیاء سابقین پر جھوٹی تہمت لگا دی کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہو۔ اے پیارے مکاشفاتی و مرقسی بھائیو ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر اس انجیلی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ سنا کہ فلاں نبی نے فرمایا کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ سچ ہے کہ متعصب دانائی کی بینائی کو دور کر دیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے سچائی کا نور ایمانداروں کے قلب پر چمکتا ہے مگر اس روایت مذکورہ بالا یعنے انجیل متی باب ۲۔ آیت ۲۳

اور مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴۔ او ہو مجھے یاد آگیا شاید شیطان کسی نوری فرشتے کی صورت میں ہو کر خطا اول تھسلنیکیوں باب ۱۱ آیت ۱۴ کے موافق انجیل متی کے مولف کو کہہ گیا ہو گا کہ انبیاء سابقین فرما گئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا یا شاید حضرت متی ہی کا مغالطہ ہو میرے پیارے دوست مکاشفاتی و مرقسی بھائی ذرا مہربانی فرماکر اپنے فرضی کبوتر یعنے روح القدس سے تو دریافت فرمائیے کہ یہ گپ شپ مندرجہ انجیل متی باب ۲ آیت ۲۳ کا اصل پتا کیا ہے معہ حوالہ باب و آیت توریت یا دیگر کتب انبیاء سے خوب معلوم کرلینا متی کیطرح صرف کوئیں میں اینٹ نہ پھینک دینا ورنہ اس انجیلی غلطی کا صریح اقرار کرلو۔

جواب تحقیقی۔ سورہ توبہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اس کے پانچویں رکوع میں حضرت عزیز کو خدا کا بیٹا کہنا یہود کا بیان ہوا ہے اور بروقت نزول سورہ مبارک یہود کثرت سے مدینہ میں آباد تھے اون کے روبرو ہمیشہ یہ سورہ مبارک تلاوت کی جاتی تھی مگر کبھی کسی یہودی نے اس بات سے انکار نہیں کیا اون کو اس بات پر سکوت کرنا قرآنی صداقت پر ایک کامل دلیل ہے اور یہود ساکن مدینہ کی طرف منسوب کرنا اس قصہ عزیز ابن اللہ کو اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب حدیث میں موجود ہے دیکھو سعید ابن جبیر اور عکرمہ سے روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان ابن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے یہودی تھے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ ہم کیونکر تمہاری تابعداری کریں تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور عزیز کو ابن اللہ نہیں سمجھتے۔ اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو یہود مدینہ میں رہتے تھے ان میں سے چند آدمیوں کا یہی مذہب تھا۔ اب یہود کے اس عقیدہ کا ثبوت ہمارے مکاشفاتی بھائی توریت سے مانگتے ہیں دیکھو اخبار نور افشاں نمبر مذکور کا صفحہ ۳۔ سطر ۱۴ و ۱۵ تک۔ افسوس اس کرسشان نے علم تاریخ کا بھی خون کر دیا جو عزیز کے ابن اللہ ہونے کا ثبوت توریت سے طلب کرتا ہے میرے پیارے مکاشفاتی بھائی توریت حضرت عزیز علیہ السلام کی پیدائش سے ایکہزار اور ننانوے برس پہلے تھی اس میں عزیز کا احوال تلاش کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی میاں پولوس کا حال زمانہ حضرت نوح میں ڈھونڈے۔ اگر ہمارے مکاشفاتی بھائی کے دل میں خیال یہ گذرے کہ اچھا توریت میں نہ سہی کسی اور کتاب عہد عتیق میں سے مسلمان ثبوت دیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم چند روایتیں اول انجیل سے نقل کر چکے ہیں۔

(باقی آئندہ)

مظلومان پوسٹ آفس

قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب

گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ پنجاب کی رعایا کے ہر ایک فرد بشر کو جو امن وچین اور آرام و آسائش نصیب ہوا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں نعمتوں میں سے ایک ڈاک خانہ جات اور تار برقی کا اجرا ہے۔ جن کی بہت سی اصلاحیں ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ رعایا کا فرض ہے۔ کہ اس احسان اور عنایت کا شکریہ زبان سے۔ قلم سے۔ اور اپنے ہر ایک قسم کے اقوال افعال سے ادا کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ملازمین ڈاک پر جو دن بدن بوجھ پڑتے گئے۔ اور پڑ رہے ہیں۔ جن کی بدولت ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہو رہی ہے۔ وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ اس سے قطع نظر کیجاوے۔ بلکہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ بہت جلدی اس کا تدارک و انتظام کرے۔ کیونکہ اگر رعایا کو ایسا آرام ملے۔ جس میں ملازمان ڈاک خانوں کی **قربانیاں** ہوا کریں۔ تو ایسا امن اور آرام کس کام کا۔

پوسٹ ماسٹروں اور سب پوسٹ ماسٹروں وغیرہ کی آسامیاں جو معزز اور ممتاز گنی جاتی ہیں۔ یہ صرف دل خوش کن ہی الفاظ ہیں۔ اگر انکی اصل حقیقت پر غور کی جاوے۔ تو پوسٹل ملازموں سے بڑھ کر اور کسی محکمہ کے ملازم زیادہ تر دکھ اور رنج ومعصیت میں مبتلا نہ ہونگے۔ درجہ دوئم کے ڈاک خانے۔ جن کے پاس اپنے منصبی کاموں کے علاوہ بیس۲۰ بیس پچیس۲۵ پچیس۲۵ برانچیں ہیں۔ ان کے ماتحت بیسیوں کام اور ہیں۔ مثلاً روانگی اور تقسیم ڈاک۔ ٹیلی گراف۔ رجسٹریاں۔ بیمے۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ فروخت ٹکٹ وغیرہ۔ باوجود اس کثرت کام کے کام کرنے والے صرف دو آدمی یعنے سگنلر اور سب پوسٹ ماسٹر اور اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار پڑ جاوے۔ یا کسی ضروری کام کے لئے دو تین دن کی رخصت حاصل کرے۔ تو کام کا سارا بوجھ ایک آدمی کے سر پر۔ یہ خدا کی مخلوق صبح کے ۵ بجے کام شروع کرتے ہیں۔ اور دس بجے رات تک برابر کاموں کے سوگ میں مشغول رہتے ہیں صرف دوپہر کو ایک آدھ گھنٹہ ان کو فراغت ہوتی ہے جس میں بعض کو خود چولہا چوکنا یا بازار اور تنور کا خراب اور جلا سڑا کھانا منگوانا پڑتا ہے۔ ہائے انصاف کہ جس شخص کے صبح سے لیکر رات کے ۱۰ بجے تک پورے ۱۷ گھنٹے نوکری میں خرچ ہوں۔ وہ اپنے بدن کی ہوش کب سنبھالے۔ اور تفریح کا کونسا وقت نکالے۔ اسکی زندگی تو قلیوں اور خاکروبوں وغیرہ سے بھی بہت بری ہے۔ کیا کوئی انصاف پسند آدمی بتا سکتا ہے۔ کہ سوائے ڈاک خانہ والوں کے کسی اور محکمہ کے ملازم کو بھی ۱۶-۱۷ گھنٹے نوکری دینی پڑتی ہے۔ اور پھر دس بجے رات سے لیکر ۵ بجے صبح تک اس عرصہ میں بھی ضروری ٹیلیگرام کسی نے دینا ہو یا ڈاک لینی دینی ہو۔ تو نہایت سرعت اور جلدی کے ساتھ ان لوگوں کو نوکری پر جانا پڑتا ہے۔ نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو تنگ آکر ان بیچاروں کو نوکری چھوڑنی پڑتی ہے۔ یا مہلک امراض مثلاً دق۔ سل۔ وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ بھلا جو شخص ہندوستان کے ساون بھادوں یا مئی جون کے مہینوں میں ہری کین یا لال ٹین جلا کر رات کو کام کرے۔ اس کی نظر جاتی نہ رہے اور اس کا دماغ پراگندہ نہ ہو۔ تو اور کیا ہو۔ مگر کسی کو ان کے ساتھ کیا ہمدردی۔ اور ان کی جان کی کیا پرواہ ہے۔ اسلئے کہ جب مرجاتے ہیں۔ تو سرکار کو اور ایسے ہی لکھے پڑھے آدمی مل جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ رخصت کی درخواست کرتے ہیں۔ تو یا تو سرے سے نامنظوری کا حکم آتا ہے۔ یا بشکل تمام ملتی ہے۔ تو تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے۔ اس کثرت کار میں ان بیچاروں سے اگر کوئی چٹھی مسنٹ ہو جاوے۔ یا کوئی لفظ ٹیلیگرام میں کم وبیش ہو جاوے۔ تو کڑے آرڈر ان کے نام آتے ہیں۔ جن سے ان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں ان سے جوابات طلب ہوتے ہیں۔ کیس مرتب کیے جاتے ہیں۔ اور واسطے ادنےٰ فروگذاشتوں کے پاداش میں جرمانے تنزل۔ معطلی۔ موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ ملازمان ڈاک خانہ میں کسی خوش قسمت ہی کو پوری تنخواہ ملتی ہوگی۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ کام بہ نسبت سابق سہ چند چہار چند ہوتا جاتا ہے۔ اور کام کرنے والے صرف وہی دو تو ہیں سوائے سب پوسٹ ماسٹروں کے ڈاک خانہ والوں کیلئے سرکاری مکان تو کوئی شاذ ونادر ہی ہوتا ہے۔ ہاں شہروں میں مکانات کرایہ پر لے رکھے ہیں۔ جنمیں سے اکثر تنگ و تاریک ہوتے ہیں۔ اور پھر ایسی گلیوں میں جو میلی اور تعفن اور گندگی سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اور جن سے سرکاری جیلخانوں کی کوٹھریاں بدرجہا بہتر اور مصفا ہوتی ہیں۔ چند یوم کا عرصہ گذرا ہے کہ ہمارا ۹ بجے رات کے شہر گجرات کے اس کوچہ میں گذر ہوا۔ جس میں فی الحال ڈاک خانہ کا دفتر ہے۔ اسوقت گرمی کی شدت تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ تعفن اور حبس کا یہ عالم تھا۔ کہ سانس رکتی تھی۔ ایسے مکان میں سب پوسٹ ماسٹر ٹیلی گراف کا کام کر رہا تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی اعلےٰ افسر ڈاک خانہ اسوقت وہاں جانا چاہتا۔ تو ممکن نہیں تھا۔ کہ وہاں پانچ منٹ تک بھی وہاں بیٹھ سکتا۔ ایسا ہی اکثر ڈاک خانوں کا حال ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے۔ چنانچہ سانگلا ہل پوسٹ آفس کے متصل ایک مکان میں ہم ۶-۷ اگست سنہ ۱۹۰۳ء کو دو رات دن رہے۔ اور چونکہ ڈاک خانہ ہمارے سامنے تھا۔ تمام دن اور کچھ حصہ رات کا ان لوگوں کو کام کرتے دیکھتے رہے۔ چونکہ یہ شہر بھی ایک تجارتی منڈی ہے۔ اسلئے یہاں کا ڈاک خانہ بھی سیکنڈ کلاس ڈاک خانہ ہے۔ مگر ہیں دو ہی کلارک یعنی ایک پوسٹ ماسٹر اور دوسرا سگنلر۔ یہ دونوں خدا کے بندے ۵ بجے صبح کے کام شروع کرتے اور کہیں رات کے ۱۰ دس بجے ڈاک خانہ کو بند کرتے تھے۔ کام کی یہاں اس قدر کثرت تھی۔ کہ گویا دن کو میلا لگا ہوا تھا۔ ہمنے ایک رجسٹری کرانے وقت ایک بابو سے پوچھا۔ کہ آپ کو فرصت کس وقت ملتی ہے۔ تو اس نے نہایت حزین اور حسرت بھرے لہجہ میں جوابدیا۔ کہ ہاں ملے گی۔ جب ہم مرجاوینگے۔ یا بیماری وغیرہ کیحالت میں رخصت حاصل کرینگے اس جواب نے جو ہمارے دل کو صدمہ پہنچایا۔ اس کا اثر ابھی تک ہمارے دل پر ہے۔

ہمنے ایک نہایت عجیب بات جو اس ڈاک خانہ میں دیکھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس ڈاک خانہ کے پیون کی تنخواہ مبلغ چار روپے تھی۔ سبحان اللہ! چالیس پچاس ٹیلیگرام ہر روز تقسیم کرنا۔ پھر روانگی اور تقسیم ڈاک کے کام میں مدد دینا اور صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا اور اس پر اتنی بڑی بھاری تنخواہ کہ اٹھائے بھی نہ اٹھ سکے۔ یعنی چار روپے۔ شاید اس میں بھی اعلیٰ افسران نے کوئی حکمت سوچی ہوگی۔ حالانکہ ریلوے سگنلر بھی دو دو کس ہر ایک درجہ کے سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ اور پی ان چھ۶ چھ سات سات روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بنی نوع انسان اس قابل ہیں۔ کہ اعلیٰ افسران ان کیحالت پر رحم فرماویں۔ اور اگر ان ڈاک خانوں میں کم از کم دو دو کلارک اور ایزاد کیے جاویں۔ تو یہ موجودہ تکلیف رفع ہو جاوے۔

امید ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب ہماری ان ناچیز سطور پر غور فرماوینگے۔ گو ہمارا ان ملازموں کے ساتھ ظاہراً کوئی ذاتی تعلق یا علاقہ نہیں ہے۔ تاہم ان ملکی بھائیوں کی یہ حالت ایک انصاف پسند آدمی سے دیکھی نہیں جا سکتی۔ فقط۔

* انسپکٹری کے زمانہ میں ہمیں ایک شب ڈاک خانہ روڈ چنیوٹ میں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ گرمی کے دن تھے۔ اور مکان ایسا تنگ اور گرم تھا۔ کہ اسمیں دو منٹ کھڑے ہونیکے بعد دم گھٹنے لگا۔ مگر بیچارہ سب پوسٹماسٹر اسی تنگ و تاریک مکان میں گرمیوں کی راتوں کو لمپ کے سامنے میز پر بیٹھکر کام کر رہا تھا اور بہت سے ڈاک خانہ جات میں بھی یہی حال دیکھا گیا۔ ۱۲

جام شہادت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے اخوندزادہ سید مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ایک مرثیہ چھاپا گیا ہے جس جوش۔ سچی محبت اور درد ورقت کے ساتھ وہ مرثیہ لکھا گیا ہے وہ پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ ایسا عظیم الشان اور سبق آموز واقعہ ہے جس کا تازہ رکھنا ایمانی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ہمارے مکرم بھائی ثاقب صاحب کا ایک گرامی نامہ احمدی قوم کے نام الحکم میں شائع ہونے کیلئے آیا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری قوم شہید موصوف سے نہایت درجہ کی محبت رکھتی ہے اور اس لئے دلوں میں اس جلیل القدر انسان کی بہت بڑی عظمت ہے اسلئے کہ وہ آیت من آیات اللہ تھا یہ وہ شخص تھا جس کیلئے حیرے پیرے جیسی بیش قیمت انسان کی قربانی .... برس سابق اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ اسلئے بھی ہمارا فرض ہے کہ اس نشان کو تازہ رکھیں۔

جام شہادت کی تو سو کاپیاں چھاپی گئی ہیں جو صرف ایک ۱ آنہ قیمت کی ہیں یعنی ۶ پائی ایک جلد کی قیمت ہے ہماری جماعت کو صرف ۹ اولوالعزم اگر ہمت کریں تو یہ ٹریکٹ مفت تقسیم ہو سکتا ہے اسلئے ہم **احمدی قوم** کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جلد اس ٹریکٹ کو خرید لے۔ تمام درخواستیں خانصاحب محمد نواب خانصاحب احمدی ثاقب مالیرکوٹلہ کے نام بھیجی جانی چاہئیں۔ اب ہم خانصاحب موصوف کی وہ تحریر درج کرتے ہیں۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ چند سطور ارسال ہیں مہربانی سے تکلفی سے لکھی ہیں عنایت فرما کر امید ہے کہ آپ اخبار کو ہر بار میں چھاپ دیں گے ممنون ہوں گا۔

جام شہادت اور الحکم کی تشنہ لبی

میں نہایت شکر گذار ہوں کہ اسی امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے جیسے قلیل البضاعت آدمی کے کلام یا سخن کو الحکم جیسا معزز اور قوم احمدی کا ارگن نظر عزت سے دیکھے۔ اور جیسا مجھے ایڈیٹر صاحب الحکم سے قدیمانہ نیازمندی کا تعلق ہے اور الحکم کی خیرخواہی کا فخر حاصل ہے میں ہمیشہ ویکسان رہا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب معزز الحکم کی گوہرین کالموں میں میرے خزف ریزہ اشعار کو لالی شاہوار کیطرح جگہ دیتے رہے ہیں۔ اور قوم احمدی نے میری نظموں کو وہ آبرو بخشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور اسکا شکریہ بجا نہیں لا سکتا۔ یہ نظمیں یا تو قصائد مدحیہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی شان میں تھے یا احمدیت کی تائید میں۔ دوسری نظمیں تھیں جنکو الگ ٹریکٹ کی صورت میں چھاپنے کا کبھی خیال نہیں آیا گو بعض احباب نے مجھے اس امر کی تحریک بھی دی۔ مگر میں نے اس طرف رخ نکیا تھا۔ وہ نہیں ہوا ایک نظم ہدیۃ ثاقب یعنی کشتی نوح کی تعلیم کی نظم ہے جسکو حضرت اقدس علیہ السلام اور بزرگان ملت نے پسند فرمایا وہ میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ڈائرکٹر صاحب امام اقبال کے حضور پیش کر دی کہ اسکو چھپا کر اور اسکا منافع مدرسہ فنڈ میں جمع فرمائیں اس نظم کا اکثر حصہ کو ہمارا پیارا الحکم قوم کے سامنے پیش کر تا رہا ہے اور اس امر کا ثبوت و تیار رہا ہے کہ ایڈیٹر صاحب میری آب اور میری کلام کو کیسے پیارے ہیں۔

مدت سے بوجہ مصروفیت و قیام کوٹلہ منیر ہم معزز حاشیہ نگاری اسلیے الحکم کی خدمت سے قاصر رہا۔ اس دوران وقت کے زمانہ میں ایڈیٹر صاحب کی آتش شوق تیز تر ہو گئی اور جام شہادت کی شائع ہوتی ہی خم کا خم منہ کو لگا لیا اور تمعیت مکہ جاتے گی اور ڈکار بھی نہ لیا خدا کرے ہماری قوم میں بہت سے ایسے بادہ محبت پینے والے اور جام شہادت کو مزہ چکھنے والے پیدا ہوں سے حریفان بادہا خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند + اس انشاپردازی رنگ آمیزی یہ رنگ سازی سے یہ مطلب نہیں کہ اسکو چھپا کیوں اور چھاپا کیوں نہ رکھا اور یہ بھی ظاہر کرنا ہو گا کہ دانا اور دشمن ایڈیٹر صاحب کو سامنے ملاقات نہیں کیا اصل چھوٹے سے ٹریکٹ کی اشاعت پر اس کا کیا اثر ہو گا۔ فرض

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

غرض وہ عیب کرکے بھی رجوع کرتا ہے تو بخشدیتا ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے جو خدا تعالے کے خلق میں رنگے جاتے ہیں (جو چشم پوشی سے مستغنی ہوں) - بلکہ عام طور پر تو یہہ حالت ہے - جو سعدی نے کہا ہے -

خدا داند و بپوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد

پس

غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے - یہہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ مواخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کردے - لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اسکے غضب پر سبقت رکھتا ہے -

اسلام اور دوسرے مذاہب

یہہ دین یعنی اسلام جو سچا

مذہب ہے اور جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملا ہے اس کی سچائی کی یہہ زبردست دلیل ہے کہ انسانی ضمیر اور فطرت جس قسم کا خدا چاہتی ہے قرآن کریم نے ویسا ہی خدا پیش کیا ہے - یعنی اس قسم کے صفات سے متصف اسے بیان کیا ہے -

لیکن

چونکہ مقابلہ کے بغیر کسی کی خوبی اور عمدگی کا پتہ نہیں لگ سکتا - اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر مقابلہ دوسرے مذاہب سے کیا جاوے - اگرچہ ہمارا یہہ مذہب ہے اور قرآن شریف سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم کا ایک ہی خدا ہے لیکن جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ مثلاً ہندوؤں کا خدا تو اس سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ وہ خدا جو انکے خیالات اور عقائد کے موافق ہندوؤں نے تجویز کیا ہے یا عیسائی جس قسم کا تسلیم کرتے ہیں - نعوذ باللہ یہہ کبھی بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ کسی اور خدا کی مخلوق ہیں -

غرض

جب ہم اس خدا کا مقابلہ ان خداؤں سے (جو دوسرے لوگوں نے پیش کئے ہیں) کرتے ہیں تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ خدا جو قرآن شریف نے یا اسلام نے پیش کیا ہے وہی حقیقی خدا ہے - مثلاً اسی مسئلہ عفو گناہ کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے خواہ انسان کتنے ہی گناہ کرے لیکن جب سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز آجاوے تو اللہ تعالے اوسکی توبہ قبول کرلیتا اور اس کے گناہ بخشدیتا ہے - لیکن اس کے بالکل مقابل ہندوؤں نے جس خدا کو پیش کیا ہے وہ اس کے متعلق ہمیں یہہ بتاتے ہیں کہ وہ ایسا خدا ہے کہ وہ ایک گناہ کے بدلے کروڑوں جونوں میں ڈالتا ہے اور جو یہ - کیڑے - مکوڑے - چرند - پرند - یہانتک کہ ہوائی اور ہوا کے کیڑے یہہ سب انسان ہی ہیں جو اپنی شامت اعمال کیوجہ سے سزائیں بھگتنے کے واسطے ان جونوں میں آئے ہوئے ہیں - دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جسقدر مخلوقات انسان کے سوا نظر آتی ہیں وہ سب انسان کے گناہ بھگتنے کیلئے ہیں - اور خدا تعالے کو (معاذ اللہ) یہانتک ان پر کوئی رحم نہیں آتا اور وہ ایسا سخت دل ہے کہ وہ رحم کر ہی نہیں سکتا -

جب یہہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ ہر ایک گناہ کی سزا میں ضرور کئی کروڑ جونوں میں جانا پڑیگا - تو گناہ کی معافی اور رحم اور کرم پرمیشر میں کہاں پایا گیا ؟ کیونکہ جونوں کے اس چکر سے تو کبھی نجات ہی نہیں ہے ؟ حالانکہ فطرت انسانی ایک ایسا خدا چاہتی ہے جو انسانی کمزوریوں پر رحم کرتا ہو اور انسان کے نادم اور تائب ہونے پر اسکے قصوروں کو معاف کردے - کیونکہ خود انسان میں بھی یہہ وصف ایک حد تک پایا جاتا ہے پھر تعجب کی بات ہوگی کہ انسان تو توبہ اور معافی پر قصور معاف کردے اور خدا تعالے ایسا کینہ توز (معاذ اللہ) ہو کہ اسے کسی طرح رحم ہی نہ آوے ؟ یہہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے بلکہ صحیح اعتقاد وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے کہ - خدا تعالے بڑا ہی کریم اور رحیم ہے اور وہ سچے رجوع اور حقیقی توبہ پر گناہ بخش دیتا ہے -

اس کے بالمقابل عیسائی جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ اور بھی عجیب ہے - وہ خدا تعالے کو رحیم تو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ رحیم ہے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہتے ہیں کہ رحم بلا مبادلہ نہیں کرسکتا جبتک بیٹے کو پھانسی نہ دے اسکا رحم کچھ بھی نہیں کرسکتا - تعجب اور مشکلات بڑھ جاتی ہیں جب اس عقیدہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاتی ہے اور پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی بھی دیا لیکن یہہ نسخہ رحم پھر بھی خطا ہی گیا -

سب سے اول تو یہہ کہ یہہ نسخہ اوسوقت یاد آیا جب کہ بہت سی مخلوق گناہ کی موت سے تباہ ہو چلی اور اوس پر کوئی رحم نہ ہوسکا - کیونکہ ابھی کوئی بیٹا پھانسی پر نہ چڑھا تھا - اور علاوہ بریں اگرچہ یہہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ زید کے سر میں درد ہو اور بکر اپنا سر پتھر سے پھوڑلے اور یہہ سمجھا جاوے کہ اس نسخہ سے زید کو آرام ہوجاویگا لیکن اسکو بفرض محال مان کر بھی اس نسخہ کا جو اثر ہوا ہے وہ تو بہت ہی خطرناک ہے جب تک یہہ نسخہ استعمال نہیں ہوا تھا - اکثر لوگ نیک تھے اور توبہ و استغفار کرتے تھے اور اللہ تعالے کے احکام پر چلنے کی کوشش کرتے تھے مگر جب یہہ نسخہ گھڑا گیا کہ ساری دنیا کے گناہ خدا کے بیٹے کے پھانسی پانے کے ساتھ معاف ہوگئے - تو اس سے بجائے اس کے کہ گناہ رکتا گناہ کا ایک اور سیلاب جاری ہوگیا اور وہ بند جو آگے سے پہلے خدا کے خوف اور شریعت کا لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا - جیسا کہ یورپ کے حالات سے پتہ لگتا ہے کہ اس نسخہ نے وہاں کیا اثر کیا ہے - اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہئے تھا پھر جب یہہ بات ہے اور حالت ایسی ہے تو ہم کیونکر تسلیم کریں کہ وہ خدا جو اس رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ حقیقی خدا ہے -

اس قسم کی غلط تعلیمیں دنیا میں جاری ہوچکی ہیں اور حقیقی خدا کا چہرہ چھپا ہوا تھا جو اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشنس اور فطرت چاہتی ہے - اور اسکا پورا بیان خدا کی سچی کتاب قرآن مجید میں ہے -

میں اسوقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھکر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہونگا جو مسلمان ہیں اور انہیں سے خطاب کرونگا -

رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

یاد رکھو قرآن شریف

حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے یہہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں -

عمل نکرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جسکو اسپر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اسکو خدا تعالے کا کلام ہی نہیں سمجھتے یہہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اسپر عمل نہ کریں تو کسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے انمیں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں - پس ایسے آدمی جو خدا تعالے کی کلام سے ایسے غافل اور لاپروا ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفا اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے یہہ علم اسکو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے - اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھدیتا اور سیراب ہوکر اسکے لطف و شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر - اور اسوقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کردیتی ہے اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے - مسلمانوں کی حالت اسوقت ایسی ہی ہورہی ہے - وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جسپر ہمکو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی - ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالے کے حکم اور ایما سے اس طرف بلاوے تو اسے کذاب اور دجال کہا جاتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی - !!!

مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں - اسکی قدر یہی ہے کہ اسپر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالے کس طرح انکی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کردیتا ہے کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالے نے انکے لئے یہہ ایک نیک راہ پیدا کردی ہے اور وہ اسپر چل کر فائدہ اٹھائیں -

یقیناً یاد رکھو

کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہے اور اسکی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالے اسکو انتہائی برکات سے حصہ دیتا ہے ایسی برکات اسے مل جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے وہ بہت ہی بڑھکر ہوتی ہیں - انہیں سے ایک عفو گناہ بھی ہے کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالے اوس کے گناہ بخش دیتا ہے

دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اسلئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں - انہیں سے بعض تو یہہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہمکو جونوں میں جانا پڑے گا - اور معافی نہیں ملیگی عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لاکر اگر گناہ ہوجاوے تو پھر صلیب مسیح کوئی فائدہ نہیں دے سکتی - کیونکہ مسیح دو مرتبہ صلیب پر نہیں چڑھے گا - تو کیا یہہ بات صاف نہیں ہے کہ ان دونوں کے لئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے - کیونکہ صدور گناہ تو رک نہیں سکتا - اگر خدا تعالے کی کسی نعمت کا شکر نکرے تو یہہ بھی گناہ ہے اور غفلت کرے تو یہہ بھی گناہ ہے - اور ان گناہوں پر بھی جونوں میں جانا پڑے گا + یا مسیح کو دوبارہ صلیب نہیں دیا جاوے گا - اس لئے کلی طور پر مایوس ہونا پڑیگا -

مگر

اللہ تعالے نے مسلمانوں کو یہہ تعلیم نہیں دی ان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے جب انسان اسکی طرف رجوع کرے اور اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کرکے اس سے خواستگار معافی ہو اور آئندہ کے لئے نیکیوں کا عزم کرے تو اللہ تعالے اسے معاف کردیتا ہے - اسلئے میں کہتا ہوں کہ میری باتوں کو متوجہ ہوکر سنو ایسا نہو کہ یہہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہجائیں اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اوٹھاؤ - اور یہہ تمہارے دل تک نہ پہونچیں - نہیں بلکہ پوری توجہ سے سنو اور انکو دل میں جگہ دو اور اپنے عمل سے دکھاؤ کہ تم نے انکو سرسری طور پر نہیں سنا اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں بلکہ گہرا اثر ہے -

گناہ اور اوس کے نتائج اور اون سے نجات

انسان کو بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسی زہر ہے

جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے - اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالے کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے - اور اس قابل نہیں ہوتا کہ یہہ نعمت اسکو مل سکے جس جس قدر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اسی اسی قدر خدا تعالے سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ روشنی اور نور جو خدا تعالے کے قرب میں اسے ملتی تھی اس سے ہٹتا جاتا ہے اور تاریکی میں پڑکر ہر طرف سے آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہوجاتا ہے - یہانتک کہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن شیطان اسپر اپنا قابو پالیتا ہے اور اسے ہلاک کردیتا ہے -

لیکن

اس خطرناک نتیجہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالے نے

ایک سامان بھی رکھا ہوا ہے اگر انسان اس سے فائدہ اوٹھائے تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے اور پھر خدا تعالےٰ کے قرب کو پا سکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے؟

رجوع اِلی اللہ یا سچی توبہ

خدا تعالےٰ کا نام تواب ہے وہ بھی رجوع کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ سے دور ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ اس سے بعید ہوتا ہے لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالےٰ کی طرف جھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے اسلئے اوسکا نام تواب ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع برحمت کرے۔

دنیا کی تکلیفوں کی وجہ

انسان جسقدر مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں اوسپر آفتیں آتی ہیں یہ سب شامت اعمال ہی سے آتی ہیں۔ مینے پہلے بھی بیان کیا تہا کہ لوگ ایک دہوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئیں تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبتیں آتی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے انکی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مصائب میں لذت ہوتی ہے وہ قرب الٰہی کے بڑہانے کا موجب ہوتی ہیں ان سے محبت بڑہتی ہے اور انکی خوارق العادۃ استقلال اور رضا و تسلیم اعلےٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتی ہے برخلاف اس کے یہہ مصیبتیں اور بلائیں وبائیں جو گناہ کی شامت سے آتی ہیں انمیں درد اور تکلیف کے علاوہ خدا سے بُعد ہوتا ہے اور ایک تاریکی چہا جاتی ہے آخر بالکل تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہہ ایک زہر ہے زہر کہا کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کہا کر یہہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائیگا خطرناک غلطی ہے یقیناً یاد رکہو جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ آخر مریگا اور ضرور مریگا۔

اللہ تعالےٰ نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بہیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اس لئے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اس کے تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔ قدیم سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے کہ جب دنیا پر گناہ کی تاریکی پہیل جاتی ہے اور انسانوں میں عبودیت نہیں رہتی اور عبودیت اور الوہیت کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے انسان سرکشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے اسکی آگاہی اور تنبیہ کے لئے اپنا ایک مامور بہیج دیتا ہے۔

وہ دنیا میں آکر اہل دنیا کو اس خطرناک عذاب سے ڈراتا ہے جو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے آنے والا ہوتا ہے۔ اور ان کو اس زہر سے جو گناہ کی زہر ہے بچانا چاہتا ہے جو سعید الفطرت ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور سچی توبہ کرکے فائدہ اوٹھاتے ہیں لیکن شریر النفس اپنی شرارتوں میں ترقی کرتے اور اسکی باتوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑا کر خدا تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں اور آخر تباہ ہو جاتے ہیں۔

آجکل بھی زمانہ آیا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ جو سچا تعلق عبودیت کا ہونا چاہیئے اور جو محبت اپنے خالق سے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟

ہر ایک شخص اپنی جگہ غور کرے اور اپنے نفس پر قیاس کرکے دیکھے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اس کے تعلقات کس قدر ہیں۔ آیا وہ دنیا اور اسکی شان وشوکت کو اپنا معبود سمجھتا ہے یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے؟ اسکے تعلقات اپنے نفس اہل وعیال اور دوسری مخلوق کے ساتھ کیسے ہیں؟ انمیں خدا تعالےٰ کا خوف کس درجہ تک ہے؟ ان باتوں پر جب آپ غور کریں گے اور خالی الذہن ہو کر غور کریں گے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہہ وہ وقت آیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ کوئی رشتہ اور پیوند لوگوں نے رکہا ہی نہیں ہے۔ اکثر ایسے ہیں جو خدا تعالےٰ کے وجود اور ہستی ہی کا یقین نہیں رکہتے اور جو بعض مانتے ہیں کہ خدا ہے انکا ماننا نہ ماننا برابر ہو رہا ہے کیونکہ وہ تقویٰ اللہ اور خشیۃ اللہ جو خدا تعالےٰ پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی انمیں پائی نہیں جاتی۔ گناہ سے نفرت اور احکام الٰہی کی پابندی اور نواہی سے بچنا نظر نہیں آتا۔ پھر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ یہہ لوگ فی الحقیقت خدا تعالےٰ پر ایمان لائے ہوتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ

> از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان تست
> دل چو دادی یوسفے را راہِ کنعاں را گزیں
>
> (ایڈیٹر)

اور یاسوا اس کے یہہ بھی یاد رکہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ جب تک کامل اور پورا تعلق نہ ہو وہ برکات اور فیوض جو اس تعلق کے لازمی نتائج ہیں حاصل نہیں ہوتے اس کی مثال ایسی ہے کہ جہاں ایک پیالہ تریاق کا پی کر سیر ہونا ہو وہاں ایک قطرہ کہانا کب مفید ہو سکتا ہے اور تشنہ لبی کو بجھا سکتا ہے۔ اور جہاں دس تولہ دوا کہانی ہو وہاں ایک چاول یا ایک رتی سے کیا ہوگا؟ اسی طرح پر جب تک انسان پورے طور پر خدا تعالےٰ کا مطیع اور وفادار بندہ نہیں بنتا اور کامل نیکی نہیں کرتا اسوقت تک اوسکے انوار و برکات ظاہر نہیں ہوتے۔ ادہوری اور ناتمام باتوں سے بعض اوقات ٹہوکر لگتی ہے۔ ایک شخص نیکی کو اوسکے کمال تک تو پہنچاتا نہیں اور اس سے ان ثمرات کی توقع کرتا ہے جو اس کے درجہ کمال پر پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ نہیں ملتے تو آخر سچی اور پاک تعلیم سے بدظن ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ کچھہ بھی نہیں۔

بہت سے لوگ اسطرح پر بھی گمراہ ہوئے ہیں لیکن میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جو تعلیم دی ہے اور جس طریق پر نیکی کی راہیں بتائی ہیں انپر اور اس درجہ تک عامل ہونے سے انسان وہ تمام کمالات اور برکات حاصل کر سکتا ہے جنکا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی پاک تعلیم کی سچی اور کامل پیروی سے ولی اللہ اور ابدال بنتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ یا ابدال بننے کے لئے کوئی خاص راہ ہے جو قرآن شریف میں نہیں ہے وہ سخت نادان اور غلطی پر ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس سے یہہ درجے بھی حاصل ہوتے ہیں ولی یا ابدال کیا کرتے ہیں؟ یہی کہ وہ سچی تبدیلی کرتے ہیں اور قرآن شریف کی تعلیم کا سچا نمونہ اپنے آپ کو بناتے ہیں اور نیکی کو اس حد اور درجہ تک کرتے ہیں جو اس کے کمالات کے لئے مقرر ہے۔ یہی نماز روزہ زکوٰۃ۔ صدقات وغیرہ وہ بھی بجالاتے ہیں لیکن اون میں اور دوسرے لوگوں میں اسقدر فرق ہے کہ وہ اس حد تک ان اعمال صالحہ کو بجالاتے ہیں کہ انمیں ایک قوت اور طاقت آجاتی ہے اور ان سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جو دوسروں کی نظر میں خوارق ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ اعمال صالحہ کو پورے طور پر بجالاتے ہیں۔ پس جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اسکو ادہورا اور ناقص نہیں چہوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے جو چاہے بن سکتا ہے ہاں یہہ سچ ہے کہ اسکے واسطے بڑی محنت کی ضرورت ہے اور دعا کی تعلیم بھی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جیسے نئے جا بجا ہدایت کی گئی ہے بلکہ اس کا آغاز ہی دعا سے ہوا ہے۔ اسبات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر کسی شخص کو زندہ رکہنا مقصود ہے تو ضرور ہے کہ اسکو پوری غذا دی جاوے۔ چند دانوں پر اس کی زندگی کی امید کرنا خیال خام ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ میں زندگی حاصل کرنے کے لئے پوری نیکیوں کا کرنا ضروری ہے۔ جو ادہوری نیکی کو چہوڑتا ہے وہ آج نہیں کل مر جاوے گا۔ قرآن شریف نے اسی اصل کو بتایا ہے جو زیادہ حفظ امن چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ زیادہ توجہ کرے۔

اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت (جس سے مخالف بغض رکہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکہنا چاہیئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکہتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے چاہا ہے کہ یہہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکہاوے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے انمیں باہم کسی قسم کا بغض وکینہ نہ رہے وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس مرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے چال چلن سے نہیں دکہاتا۔ وہ یاد رکہے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پورا کر دیگا وہ یقیناً انکے سامنے تباہ ہو جاوے گا خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تہی یعنی بنی اسرائیل جنمیں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور خدا تعالےٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹہرائے گئے تہے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑ گئی اور اس نے راہ مستقیم کو چہوڑ کر سرکشی اور فسق وفجور کو اختیار کیا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی خدا تعالےٰ کا غضب اونپر ٹوٹ پڑا اور انکا نام سئور اور بندر رکہا گیا۔ یہاں تک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بہی اونکو خارج کیا گیا۔ یہہ کسی قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسیطرح یہہ قوم جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالےٰ اسپر بڑے بڑے فضل کریگا لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالےٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چہوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جاوے گا اور خدا تعالےٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹہرو۔

امتیاز ذات

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا فخر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تہی؟ جنمیں نبی اور رسول آتے تہے۔ لیکن کیا انکی اس اعلےٰ ذات کا کچھ لحاظ خدا تعالےٰ کے حضور ہوا جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابہی مینے کہا ہے کہ انکا نام سئور اور بندر رکہا گیا اور اسے اسطرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا مینے دیکہا ہے کہ بہت لوگوں کو یہہ مرض لگا ہوا ہے خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات پات کچھ چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں اونہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کر کہ میں پیغمبر زادی ہوں قیامت کو یہہ ہرگز نہیں پوچہا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے وہاں تو اعمال کام آئیں گے میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے قرب سے زیادہ دور پہینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شے ہے کہ وہ محروم کر دیتا

علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سید ہوں حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے مرنے کے بعد اسکا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہہ فرمایا ہے۔

من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

کوئی برا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں کی اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نکرو کہ یہہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہہ ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو خدا تعالیٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اسی حال میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بناویں۔ اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اسلئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہوگا۔

لیکن اگر ہم خدا تعالیٰ کے نافرمان اور اس سے قطع تعلق کر چکے ہیں تو ہماری ہلاکت کے لئے کسی کو منصوبہ کرنے کی ضرورت نہیں کسی مخالفت کی حاجت نہیں وہ سب سے پہلے خود ہم کو ہلاک کر دے گا۔

ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح چلی آئی ہے جب بنی اسرائیل نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اختیار کی اور انہوں نے گناہ کیا خدا تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک کیا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر انمیں موجود تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کو سخت بیزار اور متنفر ہے وہ کبھی پسند نہیں کرسکتا کہ ایک شخص بغاوت کرے اور اوسکو سزا نہ دی جاوے۔

یہہ بات بھی خوب یاد رکھو کہ گنہگار خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین نہیں رکھتا اگر ایمان رکھتا تو ہرگز گناہ کرنے کی جرأت نکرتا۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ چوری کرنے والا یا زانی یا بدکار اپنے فعل کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اسکا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ سچا ایمان تو گناہ سے دور کرتا ہے اور اور شیطان کی کشتی میں وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص علانیہ بدکاری میں مبتلا ہے اور دوسری خطاکاریوں سے باوجود یکہ ان کی برائی سے آگاہ ہے باز نہیں آتا تو پھر بجز اس کے اور کیا کہنا پڑے گا کہ وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر ایمان رکھتا تو کیوں ان بدیوں سے نہ بچتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا گناہ سے سخت بیزار ہے اور اسکا نتیجہ بہت ہی برا اور تکلیف دہ ہے۔

نفس کی تین حالتیں

نفس کی تین حالتیں ہیں یا یہہ کہو کہ نفس تین رنگ بدلتا ہے۔ بچپن کی حالت میں نفس زکیہ ہوتا ہے۔ یعنی بالکل سادہ ہوتا ہے۔ اس عمر کے طے کرنے کے بعد پھر نفس پر تین حالتیں آتی ہیں سب سے اوّل جو حالت ہوتی ہے اسکا نام نفس امارہ ہے اس حالت میں انسان کی تمام طبعی قوتیں جوش زن ہوتی ہیں اور اس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے دریا کا سیلاب آجاوے اسوقت قریب ہے کہ غرق ہو جاوے یہہ جوش نفس ہر قسم کی بے اعتدالیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن پھر اسپر ایک حالت اور بھی آجاتی ہے جسکا نام نفس لوامہ ہے۔ اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ بدی پر ملامت کرتا ہے اور یہہ حالت نفس کی روا نہیں رکھتی کہ انسان ہر قسم کی بے اعتدالیوں اور جوشوں کا شکار ہوتا چلا جاوے جیسا کہ نفس امارہ کی صورت میں تھا بلکہ نفس لوامہ اسے بدیوں پر ملامت کرتا ہے یہہ سچ ہے کہ نفس لوامہ کی حالت میں انسان بالکل گناہ سے پاک اور بری نہیں ہوتا مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اس حالت میں انسان کی شیطان اور گناہ کے ساتھ ایک جنگ ہوتی رہتی ہے کبھی شیطان غالب آجاتا ہے اور کبھی وہ غالب آتا ہے مگر نفس لوامہ والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مستحق ہوتا ہے اسلئے کہ وہ بدیوں کے خلاف اپنے نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے اور آخر اسی کش مکش اور جنگ وجدل میں اللہ تعالیٰ اسپر رحم کر دیتا ہے اور اسے وہ نفس کی حالت عطا ہوتی ہے جسکا نام مطمئنہ ہے یعنی اس حالت میں انسان شیطان اور نفس کی لڑائی میں فتح پاکر انسانیت اور نیکی کے قلعہ کے اندر آکر داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب قلعہ کو فتح کرکے مطمئن ہو جاتا ہے اسوقت یہہ خدا پر راضی ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اسپر راضی ہوتا ہے کیونکہ یہہ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں فنا اور محو ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی مقادیر کے ساتھ اسکو پوری صلح اور رضا حاصل ہوتی ہے جیسا کہ

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پاگیا ہے اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر آجا۔ [illegible]

رضا بالقضا

اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی رضا سے رضاء انسانی مل جاوے۔ یہہ وہ حالت ہے جہاں انسان اولیا اور ابدال اور مقربین کا درجہ پا لیتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف ملتا ہے اور وحی کی جاتی ہے اور چونکہ وہ ہر قسم کی تاریکی اور شیطانی شرارت سے محفوظ ہوتا ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا میں زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایک ابدی بہشت اور سرور میں ہوتا ہے انسانی ہستی کا مقصد اعلےٰ اور غرض یہی مقام کا حاصل کرنا ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جو اسلام کے لفظ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کیونکہ اسلام سے یہی مراد ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کرے۔

مگر

دعا کی ضرورت

سچ یہہ ہے کہ یہہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا ہاں اس میں کلام نہیں کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے انسان کمزور ہے جبتک دعا کے قوت اور تائید نہیں پاتا اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ خود اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوری اور اس کے ضعف حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

خلق الانسان ضعیفا

یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اسکی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے عالی درجہ اور ارفع مقام کے حاصل کرنے کا دعوےٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اسکے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوکر اپنے مقاصد کو پالیتا ہے۔

ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اوس کے ساتھ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشے محض سمجھنا یہہ دہریت ہے یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئیگی وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اسپر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جاوے گا اور اسکی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔

اسلئے

یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اسکی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے۔ یہی دعا اسکے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

اسلام کا خاص امتیاز

یہہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جب کہ ان کا یہہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے ہیں اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید ہی نہیں ہے انکو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ!

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعا کیوں کرینگے! جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہہ خاص اکرام اسلام کے لئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہہ امت مرحومہ ہے لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جاویں اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں تو پھر کس کا گناہ ہے؟ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالب موت اور تشنہ ہلاکت ہے اس صورت میں تو چاہئے کہ اسپر منہ رکھدے اور خوب سیراب ہوکر پانی پی لیوے۔

یہہ میری نصیحت ہے جسکو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے ۳۰ سپارے ہیں اور وہ سبکے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ انمیں سے وہ نصیحت کونسی ہے جسپر اگر مضبوط ہو جاویں اور اسپر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت

دعا

ہے دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے! دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لئے یہہ تو کچھ بھی نہیں۔

دعا اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور موثر ہونا اسوقت ہوتا ہے جب انسان کمال درد دل۔ اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اوسکو پکارے۔ ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہوکر آستانہ الوہیت کی طرف بہ نکلے۔ یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اسکی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسیطرح وہ دعا جو اللہ تعالیٰ

سے کیجاوے اُسکی آواز اس کا لب و لہجہ ہی اور ہی ہوتا ہے اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے اعضا اس سے متاثر ہو جاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو۔ دل میں درد اور رقت ہو اعضا میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو۔ اور پھر سب سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو اسکی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانہ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہوگا۔ چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الٰہی میں عرض کرے کہ میں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو مجھے پاک کرے۔ جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا اور استقلال اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہوگی۔ جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کرے گی اور غیب سے ایک قوت عطا ہوگی جو گناہ سے بیزاری پیدا کر دے گی اور وہ ان سے بچیگا۔ اس حالت میں وہ دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تھا کہ گویا ہزاروں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لے جاتے تھے اور یا یکدفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں اور آزاد ہو گیا ہے اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور رجوع تھا اس حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالیٰ سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی۔

یہ ایک زبردست صداقت ہے جو اسلام میں موجود ہے اسکا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اسکا زندہ ثبوت ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس امر کو سمجھ لے اور وہ دعا کے راز سے آگاہ ہو جاوے تو اس میں اسکی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اور اس صورت میں سمجھو کہ گویا اس کی ساری ہی مرادیں پوری ہو گئی ہیں۔ ورنہ دنیا کے ہم و غم تو اس قسم کے ہیں کہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

جو شخص [illegible] دنیا ہوتا ہے وہ تھوڑی دور چل کر رہ جاتا ہے کیونکہ نامرادیاں اور ناکامیاں آخر آکر ہلاک کر دیتی ہیں لیکن جو شخص سچا دین [illegible] اختیار کرتا ہے وہ [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ [illegible] ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ دنیا کو بھی ناک سے پکڑ کر اسکا خادم بنا دیتا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں بہت فرق ہوتا ہے دنیادار تو دنیا کا دیوانہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ او خدا کا شخص جسکی دنیا خادم کی جاتی ہے دنیا اور اس کی لذتوں میں کوئی لذت نہیں پاتا بلکہ ایک قسم کی بدمزگی ہوتی ہے کیونکہ وہ لطف اور ذوق دنیا کی طرف نہیں ہوتا بلکہ کسی اور طرف ہو جاتا ہے۔

انسان جب خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالیٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھ شک نہیں دنیا بھی اسکے پاس آجاتی ہے مگر راحت کے طریق اور ہو جائینگے وہ دنیا اور اس کی راحتوں میں کوئی لذت اور راحت نہیں پاتا۔ اسی طرح انبیاء اور اولیاء کے قدموں پر دنیا کو لا کر ڈالا گیا ہے مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا۔ کیونکہ انکا ذوق اور طرف تھا۔ یہی قانون قدرت ہے جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے تو وہ لذت اسے نہیں ملتی لیکن جب خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر دنیا کی لذت کو چھوڑتا ہے اور اسکی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی یہ ایک مشکل امر ہے اسکو بھولنا نہیں چاہیئے۔ خدا یابی کے ساتھ دنیا یابی وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اسے تمام مشکلات سے نجات ملیگی اور ایسے طور پر اسے رزق دے گا کہ اسے علم بھی نہ ہو یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پاجاوے اور اللہ تعالیٰ اسکے رزق کا کفیل ہو۔ لیکن یہ بات جیسا کہ خود اسنے فرمایا تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور کوئی امر اس کے ساتھ نہیں بتایا کہ دنیوی مکر و فریب سے یہ باتیں حاصل ہونگی۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اسے مل جاوے وہ یہ راہ اختیار کرے اگر اس راہ کو تو چھوڑتا ہے اور اور راہیں اختیار کرتا ہے تو پھر ٹکریں مار کر دیکھ لے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا بہت سے لوگ ہونگے جنکو یہ نصیحت بری لگیگی اور وہ ہنسی کریں گے لیکن وہ یاد رکھیں کہ آخر ایک وقت آجائیگا کہ وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجھیں گے اور پھر بول اوٹھینگے کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضائع کی لیکن اوس وقت کا افسوس کچھ کام نہ دیگا۔ اصل موقع ہاتھ سے نکل جائیگا۔

اور یہ جو موت آجائیگا میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ مہربان ہو جاوے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ ناراض ہے تو پھر کوئی بھی کام نہیں آ سکتا۔ جب اسکا غضب آگیا تو دنیا میں کوئی مہربان نہ رہے گا خواہ کیسا ہی مکر و فریب کرے۔ [illegible] دنیا اسکو حقیری سمجھیگی۔ اگرچہ [illegible] دنیا دھوکا کہا ہی ہے۔ تو بھی آخر اسکی اصلی کھل جاتی ہے اور اس کا مکر و فریب ظاہر ہو جائیگا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے دنیا اس کی کتنی ہی مخالفت کرے وہ اپنی مخالفت اور منصوبوں میں کامیاب نہ ہوگی۔ [illegible] لیکن ایک وقت آجائیگا کہ وہی دنیا اس کی طرف رجوع کرے گی اور اسکی سچائی کا اعتراف اسے کرنا پڑیگا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ جسکا ہو جاتا ہے دنیا بھی اوس کی ہو جاتی ہے۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ابتداءً اہل دنیا انکے دشمن ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی تکلیفیں دیتے اور اس کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ کوئی پیغمبر اور رسول نہیں آیا جسنے دکھ نہ اوٹھایا ہو مکار فریبی [illegible] کا نام نہ رکھا گیا ہو۔ مگر باوجود اسکے کہ کروڑہا بندوں نے اسپر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے پتھر مارے گالیاں دیں اونہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی کوئی امر انکی راہ میں روک نہیں ہو سکا۔ وہ دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لیکر آئے تھے اسکے پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان تکلیفوں اور ایذارسانیوں نے جو نادان دنیاداروں کی طرف سے پہونچیں انکو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوئے یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مشکلات انپر آسان کر دیں اور مخالفوں کو سمجھ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا انکے قدموں پر آگری اور انکی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔

یقیناً یاد رکھو

تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے یہانتک کہ آپ پر سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ کو تبلیغ رسالت میں کسقدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں۔ اور کفار نے کس حد تک آپکو ستایا اور دکھ دیا۔ آپ کی مخالفت میں اپنی ہی قوم اور چچا اور دوسرے قریب سب سے بڑھکر حصہ لینے والے تھے آپکی مصیبتوں اور تکلیفوں کا زمانہ اتنا لمبا ہوا کہ تیرہ برس تک اپنی قوم سے ہر قسم کے دکھ اوٹھاتے رہے۔ اس حالت میں کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہوگا۔ کیونکہ ہر طرف مخالفت کا بازار گرم تھا۔ اور خود اپنے رشتہ داری تشنہ خون ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ اور پھر دوسرے [illegible] لوگوں نے جب قبول نہ کیا تو اوروں کو اور بھی مشکلات پیش آگئے۔ غرض اس طرح پر آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مصیبتوں کا زمانہ دراز ہو گیا

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام کی قومی تبلیغ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کے مشکلات پیش نہیں آئے کیونکہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے انکو فوراً قبول کر لیا تھا۔ اسلئے قوم کی طرف سے کوئی دکھ اور مصیبت یا روک انکو پیش نہیں آئی۔ لیکن برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی قوم سے مشکلات اور انکا مقابلہ پیش آیا۔ پھر یہی صورت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیسی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی ہیں جو آپ کے کمالات اور فضائل کا سب سے بڑھکر ثبوت ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے اذن و امر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپ کو یہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا۔ لکھا ہے کہ جب آپ نے قریش کی دعوت کی اور سب کو بلاکر کہا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اسکا جواب دو۔ یعنی اگر تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی بھاری فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ اس گھات میں لگی ہوئی ہے جو کہ صبح یا کل تم کو ہلاک کر دے۔ تو کیا تم باور کروگے سب نے بالاتفاق کہا کہ بیشک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے اس لئے کہ تو ہمیشہ سے صادق اور امین ہے جب وہ یہ اقرار کر چکے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اتنی بات کہی تھی کہ سب آگ ہو گئے اور ایک شریر بول اوٹھا تبا لک سائر الیوم۔

افسوس جو بات اون کی نجات اور بہتری کی تھی نافہم قوم نے اوسکو ہی مجرا سمجھا اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے اب اسکے بالمقابل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھو بنی اسرائیل باوجودیکہ ایک سخت دل قوم تھی لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر فوراً ہی اوسکو قبول کر لیا اور اسطرف موسیٰ علیہ السلام سے افضل کو قوم نے تسلیم نہ کیا اور مخالفت کے لئے تیار ہو گئے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آئے دن قتل کے منصوبے ہونے لگے اور یہ زمانہ اتنا لمبا ہو گیا کہ تیرہ برس تک برابر چلا گیا۔ تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپ نے جسقدر دکھ اوٹھائے اون کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔

قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذارسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور اودھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی۔ اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جسطرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔

اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آتے تھے اسلئے ان کی تکالیف اور ایذارسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ مطبع کا بقایا ہے انکے نام وی پی روانہ ہو رہے ہیں وہ جلد تر اپنے حساب بے باق کرنے کی فکر کریں۔ کیونکہ اس سال کے ختم ہونے میں اب صرف تین ماہ رہ گئے ہیں۔ (مینیجر)

مراسلت

مرزا صاحب اور اُن کے ارشاد

سراج الاخبار مورخہ ۵ ستمبر میں اس عنوان سے ایک مضمون کسی منصف مزاج مسلمان کی طرف سے چھپا ہے جس میں طاعون اور تسبیح کے متعلق چند اعتراض ہیں ہم اون کا جواب حرف اسلئے دیتے ہیں کہ اس مضمون کا راقم طالب حق معلوم ہوتا ہے جس کی دلیل یہہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے حتی الوسع نہایت تہذیب سے لکھا ہے۔ ورنہ ہمارے مسلمان بھائی حضرت اقدس کے مقابلہ میں تہذیب سے کام لینا غالباً گناہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ انکے طرز عمل سے ثابت ہے) امید ہے وہ ایک خدا ترس دل لیکر اس سے استفادہ کی کوشش کرینگے واللہ الموفق والمعین!

(۱) صرف ہندوستان پر ہی عذاب الٰہی کیوں نازل ہے۔ دوسرے ممالک (جہاں شراب خواری انسان پرستی زیادہ ہے) میں کیوں نہیں۔

(ا) آپ اگر اخبار دیکھنے کے عادی ہیں تو یہہ امر آپ سے مخفی نہیں رہ سکتا کہ طاعون نہ صرف ہندوستان میں ہے۔ بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چنانچہ پچھلے دنوں ایک مشہور مخالف اخبار نے ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص طاعون کے عالمگیر ہونے کا دعوے کردے تو وہ جھوٹا نہیں۔

(ب) پھر عذاب الٰہی کئی صورتوں میں نازل ہوا ہے اگر دوسرے ممالک میں طاعون نہیں۔ تو طاعون کے قائم مقام اور بہت سی بلائیں مثل غرق۔ حرق۔ خسف وغیرہ ذالک وارد ہیں۔ جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔ اور جسکے کان ہوں وہ سنے!!

(ج) بے شک یورپ کے لئے خاص مہلت ہے اور ہونی چاہئے کیونکہ بوجہ دور ہونے کے وہ لوگ ابھی ایک حد تک معذور سمجھے گئے ہیں۔ اور ہندوستان والے اس لئے سب سے پہلے ماخوذ ہیں کہ ان میں خدا کا فرستادہ مدت سے آچکا ہے اور اپنے عظیم الشان نشانوں سے اپنی صداقت پر مہر لگا چکا ہے۔ پس باوجود اس بات کے کہ ہر طرح سے حجت قائم ہو چکی ہے جو لوگ شوخی و شرارت سے باز نہیں آتے وہ ضرور ماخوذ ہوتے ہیں۔

یہہ ایک بدیہی مثال ہے کہ اپنے اقربا پر بہ نسبت دور افتادوں کے جلدی اور زیادہ افسوس آتا ہے

(د) آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت تو سارے جہان کے لئے تھی مگر عذاب الٰہی (جو جنگ اور قحط کی صورت میں نازل ہوا تھا) سب سے پہلے عرب ہی ماخوذ ہوئے تھے۔

(س) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہہ بات اپنی مختلف تحریروں میں بیان فرما چکے ہیں کہ عذاب صرف اختلاف مذہب سے نہیں آتا بلکہ شوخی و شرارت سے آتا ہے۔ ایسا ہی جب لوگ گناہوں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ تو پہلے ہیں رسول بھیجکر اللہ تعالےٰ اون پر حجت پوری کرتا ہے پھر عذاب نازل فرماتا ہے چنانچہ فرمایا ماکنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا۔

پس آپ کا یہہ خیال غلط ٹھیرا۔ کہ یورپ میں ہم سے زیادہ دہریت یا گناہ ہے وہاں عذاب کیوں نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ شرابخواری۔ زنا۔ فسق وفجور کی عادت بجائے خود ایک جہنمی عذاب ہے۔

(لا) ہندوستان میں اگر بعض قصبات اور دیہات وبائے طاعون سے خالی ہیں تو آپ گھبرائے نہیں اپنے اپنے وقت پر انمیں سے ہر ایک ماخوذ ہوجائیگا۔ بموجب آیت وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا قبل یوم القیمۃ اور حسب پیشگوئی سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام۔

(ق) فہرست احمدی جماعت کے شائع کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ احمدی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے آپ دور کیوں جاتے ہیں اپنے ضلع یا تحصیل یا شہر ہی کی طرف خیال کیجئے کہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں۔

(ش) اسبات کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے کہ کون زیادہ گناہ گار۔ شوخ۔ شریر قابل اخذ ہے پس تمہارا اعتراض بے جا ہے کہ فلاں شخص یا گروہ یا گاؤں کیوں ابھی تک ماخوذ نہیں ہوا۔ میرے دوست! کئی بھیڑیئے بھیڑوں کی شکل میں بھیڑ ہے ہیں۔

(ح) احمدی جماعت کے آدمی بھی طاعون سے مرتے ہیں۔ اور بے شک مرتے ہیں۔ یہہ شہید ہوتے ہیں جیسے کہ ایک ہی تلوار تھی۔ جو صحابہ کو شہید مخالفین کو مردار بناتی تھی۔ پس یہہ فیصلہ آپ اپنی عقل خداداد سے فرما لیجئے کہ طاعون کس کی موت ہے یا شہادت۔

(ط) اہل سنت وجماعت کا عقیدہ رکھنے والا ہم اسے نہیں سمجھتے۔ جو خلیفۃ اللہ کا منکر ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف صاف فرما رہی ہے ومن کفر بعد ذالک فاولٓئک ھم الفٰسقون سنت رسل وجماعت الناس تو یہی تھی "مرجانا" مگر یہہ اہل سنت وجماعت بھی اچھے ہیں جو خلاف سنت وجماعت عیسےٰ کو ابھی تک زندہ کہے جاتے ہیں۔

(۲) حضور پر نور کا یہہ فقرہ "گنتی کو پورا کرنے کی فکر والا کبھی توبہ نہیں کر سکتا" آپ نے غور سے نہیں پڑھا۔ ورنہ آپ تسبیح پر اعتراض نہ کرتے حضرت اگر کتنوں میں تعداد ہے یا سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ۳۳ بار پڑھنے کا ارشاد ہے۔

(و) نماز تسبیح میں دس بار کلمہ تمجید پڑھا جاتا ہے تو یہہ گنتی ایسی گنتی نہیں۔ جس کو گننے کی فکر حضور قلب میں خلل انداز ہوسکے۔ کیا کبھی ان مذکور بالا ارشادوں کے پورا کرنے کے لئے کسی کو تسبیح کی حاجت ہوئی ہے یا تکلیف مالا یطاق سے کام لینا پڑا ہے؟

(ب) یہ گنتی تو شارع اسلام علیہ السلام نے وحی الٰہی سے مقرر فرمائی۔ مگر یا وھاب کو آٹھ سو بار پڑھنا یا قصیدہ غوثیہ کا چالیس بار قطب کی طرف منہ کرکے پڑھنا کس کا حکم ہے کیا باوجود اس بات کے کہ الیوم اکملت لکم دینکم کی صراحت ہوچکی ہے کسی صوفی کو یہہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے عبادت کا طریق ایجاد کرے یا کسی وظیفہ کی خاص تعداد مقرر کرے۔ ہم پوچھتے ہیں جس صوفی نے قصیدہ غوثیہ چالیس بار پڑھنے یا کسی اسم کو لاکھ بار پڑھنے کا ارشاد کیا۔ وہ کس حیثیت سے کیا ہے کیا (ج) اپنے قیاس سے کام لیا ہے؟ اور کیا اسے لا قیاس فی التقدیرات مشہور مسئلہ فقہ کہ تقدیرات میں قیاس نہیں چل سکتا۔ یاد نہیں رہا۔ پس فرمائیے اسنے کہاں سے یہہ مسئلہ استنباط کیا اگر کہو الہام الٰہی سے۔ تو آپ ہمیں مبارکباد دیجئے کہ آپ ہی کے قول سے ہمارا دعوےٰ ثابت ہوگیا۔ عوام الناس کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ وحی بند ہوچکا ہے مگر آپ تو کہہ رہے ہیں وحی تشریعی و غیر تشریعی کے دونوں سلسلے جاری ہیں۔ کیونکہ دین میں کوئی خاص عبادت اور پھر اس کی تعداد مقرر کرنا صرف شریعت کا حق ہے پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جب شربت کا گلاس جو ہر قسم کی خوشبوؤں سے معطر ہو۔ آپ کی پیاس بجھانے کے لئے کافی۔ موجود ہو۔ تو اسکو چھوڑ کر محض پانی کے گلاس کی طرف متوجہ ہونا حماقت یا ناقدرشناسی۔ ناسپاسی ہے یا نہیں۔ کیا نماز انسانی کمالات کے لئے کافی نہیں کیا اس سے دین ودنیا کے حاجات پورے نہیں ہوتے۔ جو دوسرے وظائف کی طرف دوڑے جاتے ہو۔ گویا آپ اپنے اس طرزعمل سے شریعت اسلامی کا نقص ثابت کر رہے ہیں۔ جو بات رسول صلعم نے صحابہ کو نہیں فرمائی اوپر کیوں عامل ہو کیا من احدث فی امرنا ھذا کا وعید بھول گئے۔

واذکر اللہ کثیراً امر بجا وارد ہوچکا ہے اب اوس کو گنتی سے محدود کرنا اصلاح شریعت نہیں تو اور کیا ہے۔ کثیراً کہنے سے یہی مقصود تھا کہ تحدید نہ کرو ہاں حد بست کا حق صرف اللہ تعالےٰ اور اوس کے رسول مقبول کو پہنچتا ہے۔ دوسری یہہ بڑی غلطی ہے کہ اللہ کے ذکر کے یہہ معنے سمجھے جائیں ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہنا یہہ تو صوفیہ نہیں حضرت اس ذکر سے یہہ مراد ہے کہ انسان ہر وقت ہر لحظہ ہر منٹ یہہ خیال رکھے کہ "اللہ" ہے جب کوئی کام کرنے لگے سمجھے کہ آیا اسکے حکم سے کرتا ہوں یا نہیں اور یاد کرے کہ "اللہ" ہے۔ پس وہ اس طریقہ پر چل کر کبھی گناہ پر قادر نہ ہوگا۔

(۳) ایک دانہ سے ہزاروں دانے ہوتے دیکھ کر اگر آپ نے محدود دنیا کے عوض دائمی جنت ملنے کا ثبوت پایا۔ تو ساتھ ہی کل شیئ ھالک الا وجھہ الا ماشاء ربک۔ فعال لما یرید میں سبقت رحمتی علٰی غضبی۔ پر غور کرکے یہہ بھی سمجھ لیجئے کہ باقی علی جہنم زمان لیس فیھا احد جو حدیث رسول العالمین ہے۔ (۴) اگر آپ نے یہہ فقرہ "عجز ونیاز کی دعاؤں میں اللہ تعالےٰ نے قبولیت رکھی ہے" سچے دل سے لکھا ہے تو للہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بارہ میں دعا کرنا شروع کیجئے کہ اگر یہہ امام صادق ہو تو مجھے اس کی بیعت نصیب کر۔ کل قسم کے مخالف خیالات سے پاک ہوکر۔ پھر آپ پر حق ظاہر نہ ہوجائے تو میرا ذمہ۔ اخیر میں۔ پھر آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ خدا کے لئے آپ سوچیں نبی شرعی ہونے کا دعوےٰ مرزا صاحب کرتے ہیں یا وہ سجادہ نشین جو تعداد مقرر کرکے نئے نئے وظیفے جنکی سنت رسول میں کوئی سند نہیں بتاتے ہیں۔

راقم۔ احمدی گجراتی

سوال

کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں: وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ اس آیت کے کیا معنی ہیں یہہ آیت قیامت کے متعلق ہے یا دنیا کے اگر اس آیت کے یہہ معنی کئے جاویں۔ اور جب پوچھا جاوے زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کو کہ وہ کس گناہ سے ماری گئی ہیں۔ تو اس قسم کی پرسش تکلیف مالا یطاق میں داخل ہے جو شان ایزدی سے بعید ہے بھلا نوزائیدہ بچہ جو مثل مردہ کی ہوتا ہے اور تمیز خیر وشر کمال سے خارج ہوتا ہے اوس سے خدا وند تعالےٰ کیوں پوچھے گا۔ اگر کہو کہ قیامت میں لوگوں کو زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے بارے میں یہہ پرسش ہوگی کہ اونہوں نے اون کو کیوں قتل کیا تو یہہ معنی بھی قرآن کریم کی دوسری آیات کے برخلاف پڑ جاتے ہیں کیونکہ قیامت میں مجرموں سے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی بلکہ مجرم علامت گناہ سے پہچانے جائینگے اور گرفتار ہونگے بقول تعالےٰ فیومئذ لا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِہٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰھُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ یعنی قیامت میں جن اور انسانوں سے اونکے گناہ نہیں پوچھے جائینگے بلکہ گناہگار اپنے گناہ کی علامت سے پہچانے جاوینگے اور اون کے گناہ کے بدلہ ازسرتاپا اونکی گرفت ہوگی ایک دوسری آیت میں بھی یونہی آیا ہے وَلَا یُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِھِمُ الْمُجْرِمُوْنَ یعنی گناہگاروں سے اونکے گناہوں کی قیامت میں پرسش نہ ہوگی بلکہ وہ علامت ذنوب سے گرفتار ہونگے۔ فرض کرو کہ مجرم کی گرفت گویا پرسش ہی میں داخل ہے مگر کیا قیامت میں یہی ایک گناہ اس دنیا کا پیش کیا جاویگا دنیا میں ہزاروں گناہ شرک۔ کفر۔ زنا۔ قتل۔ سرقہ۔ راہزنیاں وغیرہ جو روزمرہ واقع ہوتی ہیں کیا اون کی پرسش وگرفت نہ ہوگی کیا قوم قریش ویہود میں یہی ایک گناہ بزمانہ نبوی مروج تھا اور نہ تھے جو ایک ہی گناہ کی پرسش قیامت میں ہوگی۔ المختصر۔ دنیا میں گناہ بہت ہوتے ہیں تماؤ اس آیت میں ایک ہی گناہ کی پرسش کا کام بہتم بالشان کیوں ٹھیرایا گیا ہے۔ راقم۔ (سائل یکے از ناظرین الحکم)

تعلیم الاسلام سکول ریکگنائیزڈ ہوگیا

تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ساتھ تعلق رکھنے والی احمدی قوم غالباً یہ خوشخبری سنکر بہت ہی محظوظ ہوگی کہ آنریبل جناب ڈائرکٹر صاحب مدارس نے تعلیم الاسلام کی مساعی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی خوش انتظامی تعلیم الاسلام سکول کے ریکگنائیزڈ کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے دو دفعہ جناب انسپکٹر صاحب نے معائنہ کیا تھا تاکہ وہ سکول کے متعلق ہر قسم کے امتحان اور تجربہ کے بعد ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کے حضور اس کے ریکگنائیزڈ ہونے کیلئے رپورٹ کریں چنانچہ ہر دو معائنوں میں انسپکٹر صاحب نے سکول کی تعلیمی۔ مالی۔ انتظامی اور اخلاقی غرض ہر قسم کی حالت پر اطمینان ظاہر فرمایا اور معائنہ سے بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ انکی رائے ہم اس سے پہلے اپنے وقت پر شائع کرچکے ہیں شاید بعض لوگ اس مطلب کو نہ سمجھیں کہ سکول کے ریکگنائیزڈ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟

اس لئے مختصر طور پر بتا دینا ضروری ہے کہ اس سے پہلے ہمارے سکول کے طالبعلم جو پنجاب یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کرتے تھے وہ وظیفہ اس سکول میں انکو نہیں ملسکتا تھا اس لئے یا تو وہ اس وظیفہ سے محروم رہتے اور یا اس سکول کی برکات کو چھوڑتے اور ایسا ہی دوسرے سکولوں کے طالبعلم جو وظیفہ حاصل کرتے۔ وہ یہاں کے سکول میں محض اسوجہ سے داخل نہیں ہوسکتے تھے کہ انکو اس وظیفہ سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ اور علاوہ اس کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں جو لڑکے بھیجے جاتے تھے وہ گویا پرائیویٹ طالبعلم سمجھے جاتے تھے لیکن آئندہ کیلئے وہ طالب علم سرکاری سکولوں کے طالبعلموں کی حیثیت رکھینگے اور ہر قسم کے یونیورسٹی کے وظائف اس سکول میں ملا کرینگے۔ اس انتظام سے مدرسہ کی ترقی کیلئے بہت ہی وسیع میدان کھل گیا ہے۔ اسلئے توقع کی جاتی ہے کہ وہ لوگ جو اپنی اولاد کے اخلاق اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور سرکاری سکولوں کے کثیر اخراجات بھی برداشت نہیں کرسکتے وہ قادیان کے سکول اور کالج سے فائدہ اٹھائیں گے اور اپنے بچوں کو یہاں داخل کرینگے باہر کے طالبعلموں کیلئے قریب سے ایک بورڈنگ ہوس کھلا ہوا ہے۔

ہم جناب ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ ایک تحریری اشتہار کے ذریعہ سے ضلع گورداسپور کے تمام پرائمری اور مڈل سکولوں میں اس امر کی اطلاع کرادیں کہ ہمارا سکول ریکگنائیزڈ ہوگیا ہے اور یہاں یونیورسٹی کے وظائف طالبعلموں کو ملا کرینگے تاکہ وہ طالب علم جو محض اس ایک وجہ سے اس سکول میں داخل ہونے سے محروم رہتے تھے فائدہ اٹھائیں۔

ہم ذیل میں اس چٹھی کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو جناب انسپکٹر صاحب کے ذریعہ سے اس امر کی اطلاع کیلئے ہمارے سکول میں آئی ہے۔

قادیان سکول کے ریکگنائیزڈ ہونے پر ہم احمدی قوم کو مبارکباد دیتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اب قوم کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت کا استحکام بہت ہی ضروری امر ہے چونکہ طالبعلموں کے کثرت سے آنے کی توقع ہے اس لئے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارتوں کو بھی وسیع کرنا پڑیگا پس آنے والی ضرورتوں کیلئے قوم کا فرض ہے کہ ابھی سے تیار رہے اور ہمیں اپنی قوم پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے کالج اور سکول کی وقعت کو برقرار رکھنے کیلئے ساعی رہیگی۔

اس چٹھی کے درج کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم جناب ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کی عنایت کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے کمال مہربانی سے ہمارے سکول کو ریکگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں داخل فرمایا۔ اور ہمارے انسپکٹر صاحب حلقہ جالندھر بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس امر کی سفارش کی اگرچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا لیکن ہمارا فرض ہے کہ انکی مہربانی اور نوازش کو نہ بھولیں۔

وہ چٹھی یہ ہے۔

نقل چٹھی آمدہ از ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بطرف انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۱۶۴۳۴

تمہاری چٹھی مورخہ ۲۹ راگست ۱۹۰۳ء نمبر ۱۰۲۳ کے جواب میں آپ کو اس اطلاع دینے کا مجاز ہوں کہ قادیان ہائی سکول ریکگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں شامل کرلیا گیا ہے تاوہ اپنے لڑکے ہائی سکول کے وظیفوں اور پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں بھیج سکے۔

رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کو بھی اسبات کی اطلاع دیگئی ہے۔

دفتر انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر [illegible] نمبر ۱۲۸۶ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۳ء [illegible] جالندھر۔

قادیان ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو ایک نقل اس چٹھی کی برائے اطلاع روانہ کیگئی۔

دستخط [illegible] انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ خاندان کے سات گورداسپور تشریف فرما ہیں دارالامان میں حضور کی غیر حاضری خدام دارالامان سخت اضطراب کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ دارالامان کی تجارت و رونق پر اس غیر حاضری کی وجہ سے بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ وہ بازار جہاں دن بھر قادیان کی حیثیت کے موافق خرید و فروخت کی وجہ سے خوب رونق رہا کرتی تھی۔ اب قریباً اجاڑ معلوم ہوتا ہے اور تمام لوگ نہایت اضطراب اور اشتیاق کے ساتھ خدام والا کی واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں خدا کرے کہ بہت جلد حضور کی تشریف آوری سے دارالامان کا ستارہ چمکے۔ آمین

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت حکیم الامت جیسا کہ پہلے بھی ظاہر کیا جاچکا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلبی پر گورداسپور تشریف لیگئے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ ہفتہ زیر اشاعت تک بیماجا حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز رہی۔ اب آرام ہے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تشریف لیگئے ہوئے ہیں۔ یہاں دارالامان میں مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا دم غنیمت تھا۔ لیکن جذبہ عشق نے انہیں بھی گورداسپور کھینچ لیا۔

۳۔ تعلیم الاسلام سکول اور کالج ۱۷ ستمبر ۱۹۰۳ء سے کھل گیا ہے۔ اور بورڈر آرہے ہیں۔ مدرسہ کے کھلنے کی وجہ سے احمدی محلہ کی رونق پھر بڑھنے لگی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

۴۔ قادیان میں سناتن دھرم سبھا کے قیام کی عرصہ سے تجویزیں ہو رہی تھیں۔ اور پنڈت شام لال صاحب نام ایک شخص نے بہت پہلے سے اس کا شروع بھی کر رکھا تھا آخر سناتن دھرم کے پریمیوں کو جوش آگیا اور انہوں نے ۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء کی صبح کو باہم مشورہ کیلئے ایک مختصر سبھا کیا جس میں قریباً قصبہ کے تمام معتبر و ذی وجاہت ہندو موجود تھے۔ باہم صلاح و مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ بے شک دھرم سبھا قائم ہونی چاہئے اور اس کیلئے فی الحال شہر گوبندپور سے جہاں ۲۳-۲۵-۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء کو سناتن دھرم سبھا کا جلسہ ہے ایک دو لائق پنڈت لانے چاہئیں تاکہ وہ آکر اپنے [illegible] کتھاؤں سے اہل قصبہ کو بیدار کریں اور باقاعدہ سناتن دھرم سبھا قائم کردیں چنانچہ اس مطلب کیلئے کئی آدمی آج قادیان سے سری گوبندپور جا رہے ہیں۔ اس ابتدائی جلسہ کیلئے ان لوگوں نے مختصر سی رقم بھی چندہ کے طور پر جمع کی ہے اور عند الضرورت اور بھی چندہ جمع کرنیکو تیار ہیں۔

فی الحال پنڈت جوالا پرشاد صاحب پردھان اور حکیم دیارام صاحب اپ پردھان اور پنڈت [illegible] صاحب سکرٹری اور لالہ کرم چند صاحب نائب سکرٹری اور لالہ دھنپت رائے اور لالہ [illegible] رام صاحب خزانچی لالہ [illegible] صاحب اور لالہ [illegible] ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ سبھا بہت ترقی کریگی کیونکہ ان لوگوں نے سبھا کی ضرورت کو خوب محسوس کرلیا ہے۔ پنجاب کے مختلف شہروں کی سناتن دھرم سبھاؤں سے امید ہے کہ وہ بھی اس قادیان والی سبھا کو ہر قسم کی علمی مدد دیکر تقویت پہنچائینگے۔ چاہئے کہ سناتن دھرم کے متعلق جس قدر رسالے یا اخبار نکلتے ہیں وہ اس سبھا کو بھیجے جاویں۔

مقدمات کی خبر

مقدمات کے متعلق اس سے زیادہ اب کوئی خبر نہیں کہ شہادت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو عدالت کی کل کارروائی ختم ہوگئی یعنے شہادت صفائی ہو چکی۔ وکلاء فریقین کی تقریریں ہو چکیں۔ اب آئندہ تاریخ یکم اکتوبر مقرر ہوئی۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں یکم اکتوبر آخری حکم سنانے کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ ...... اب وقت دعا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرکے

سپردم بتو مایہ خویش را

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ۔ عجیب اور جامع کتاب مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم میں چھپ رہی ہے اسکے مؤلف جناب مخدوم ہمارے سید [illegible] وارث حسین صاحب منٹگمری میں ہیں۔ سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جس قدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے۔ ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر فہرست دینگے (انشاء اللہ العزیز) ۲۶ صفحہ تک یہ کتاب چھپ چکی ہے اور [illegible] صفحہ تک پریس میں جاچکے ہیں ابھی مضمون آرہا ہے۔

فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہونے پر خریداروں کو بعد میں جلد اور بعد کے دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑیگا۔

عام خبر گورداسپور [illegible] احمد جان مالکان کارخانہ [illegible] پنجاب [illegible] نئے [illegible]

[illegible]

[illegible] + مسیح موعود [illegible]

العہدة النبویة و عہد الامام عمر بن خطاب

مخالفان اسلام جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر و بجبر و اکراہ پھیلا ایک ہے وہ اس عہدنامہ نبوی بانی اسلام اور ان کے جانشینوں کے عہدناموں کو دیکھیں جو وہ اپنی پوری قوت و طاقت کے وقت نصاریٰ وغیرہ کو لکھکر دیتے رہے ہیں ۔ ہمارے مخالفین ان کامل وثوق معاہدوں کو پڑھکر غور کریں کہ ان کے اعتراض بالکل بیجا ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

. . . . ان تحریروں کو پڑھکر سوچکر بانی اسلام اور اس کے جانشینوں کی کس قدر شفقت بخلق اللہ و خیرخواہی ثابت ہوتی ہے

(العہدة النبویة)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا کتبہ محمد بن عبد اللہ الی الناس اجمعین رسولہ مبشرا و نذیرا و موتمنا علی ودیعة اللہ فی خلقہ لئلا یکون للناس حجة بعد الرسل وکان اللہ عزیزا حکیما ۔ کتبہ لاھل ملة النصاریٰ و لمن تنحل دین النصرانیة من مشارق الارض و مغاربہا قریبہا و بعیدہا فصیحہا و عجمیہا معروفہا و مجہولہا ۔ جعل لھم عہدا ۔ فمن نکث العہد الذی فیہ و خالفہ الی غیرہ و تعدی ما امرہ کان لعہد اللہ ناکثا و لمیثاقہ ناقضا و بدینہ مستہزئا و للعنة مستوجبا سلطانا کان او غیرہ من المسلمین ۔ وان احتمی راھب او سائح فی جبل او واد او مغارة او عمران او سہل او رمل او بیعة فانا اکون من ورائہم اذب عنہم من کل غیرة لھم بنفسی و اعوانی و اھلی و ملتی و اتباعی لانہم رعیتی و اھل ذمتی و انا اعزل عنہم الاذی فی المؤن التی تحمل اھل العہد (کذا) من القیام باخراج الاموال ۔ لا یغیر اسقف من اسقفیتہ و لا راھب من رھبانیتہ و لا حبیس من صومعتہ و لا سائح من سیاحتہ ۔ و لا یہدم بیت من بیوت کنائسہم و بیعہم و لا یدخل شیئ من مال کنائسہم فی بناء مسجد المسلمین و لا فی بناء منازلہم فمن فعل شیئا من ذلک فقد نکث عہد اللہ و عہد رسولہ و لا یحمل علی الرھبان و الاساقفة و لا من یتعبد جزیة و لا غرامة و انا احفظ ذمتہم اینما کانوا من بر او بحر فی المشرق او المغرب و الجنوب و الشمال و ھم فی ذمتی و میثاقی و امانی من کل مکروہ و کذلک من یتفرد بالعبادة فی الجبال و المواضع المبارکة لا یلزمہم مما یزرعونہ لا خراج و لا عشر و لا یشاطرون لکونہ برسم افواھہم و لا یعاونون عند ادراک الغلة و لا یلزمون بخروج فی حرب و قیام بجزیة و لا من اصحاب الخراج و ذوی الاموال و العقارات و التجارات مما ھو اکثر من اثنی عشر درھما بالجملة فی کل عام و لا یکلف احد منہم شططا و لا یجادلون الا بالتی ھی احسن و یحفظون تحت جناح الرحمة و یکف عنہم اذیة المکروہ حیثما کانوا و حیثما حلوا و ان صارت النصرانیة عند المسلمین فعلیہ برضاھا و تمکنہا من الصلاة فی بیعہا و لا یحال بینہا و بین ھوی دینہا و من خان عہد اللہ و اعتمد بالضد من ذلک فقد عصی میثاقہ و رسولہ و یعاونوا علی مرمة بیعہم و صوامعہم و تکون تلک مقبولة لھم علی دینہم و فعالہم بالعہد و لا یلزم احد منہم بنقل سلاح بل المسلمون یذبون عنہم و لا یخالف ھذا العہد ابدا الی حین تقوم الساعة و تنقضی الدنیا

ترجمہ ۔ عہدنامہ ہے جس کو محمد بن عبد اللہ خدا کے رسول مبشر و نذیر اور اس کے امین نے لکھا ہے تاکہ اوس کے بعد لوگوں کو کوئی عذر نہ باقی رہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور استوار کار ہے اس عہدنامہ میں جنوب و شمال و مشرق و مغرب کے دور و نزدیک اور بعد کے عیسائیوں اور تمام عرب اور عجم و معروف و غیرمعروف نصاریٰ سے کہا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں میں سے عہد کو توڑے اور اس سے پھر جاوے خدا تعالیٰ کا عہد شکن ہوگا اور رسول کا عہد شکن اور دین سے ٹھٹا کرنے والا ہوگا اور وہ خدا کی لعنت کا مستحق ہوگا خواہ بادشاہ ہو یا رعیت

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب اسیاح وغیرہ پہاڑ ۔ جنگل ۔ آبادی صحرا ریگستان ۔ اور عبادت گاہ میں حمایت کا خواستگار ہو تو میں بمع اپنے اعوان و انصار و اہل بیت و تابعداروں کے اونکی حمایت کیلئے اون سے اون کے دشمنوں کی مزاحمت کرونگا ۔ کیونکہ وہ میری رعیت اور میری اہل ذمہ ہیں ۔ میرے وعدہ پر ہیں اور میں دشمنوں کی ایذا و ضرر و تکلیف و مواعدہ وا ان اس مالیہ کے بار دفع کرونگا جسکی ادائیگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر اون کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جاوے ۔

کسی بشپ کو اس کے عہدے اور کسی راہب کو اسکی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اس کی عبادت گاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جاوے اون کا کوئی گرجا و عبادت گاہ ویران و منہدم نہ کیا جاوے ان کے گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل کی جاوے جس نے ایسا کام کیا اوس نے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی ۔ اور راہبوں اور بشپوں یعنے مذہبی پیشواؤں پر کوئی جزیہ اور تاوان نہ رکھا جاوے اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ وہ جنوب کو ہوں یا شمال کو میں ان کے اس عہد کا ذمہ دار ہوں ۔ اور وہ میرے ذمے اور میرے وعدہ پر ہیں اور وہ ساری مکروہات سے میرے امان میں ہیں ۔ اور جو انسان پہاڑوں اور اسکے متبرک مقامات میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہوں جو کچھ وہ بوتے ہیں اوس اون سے نہ خراج اور نہ عشر لیا جاوے اور غلہ کی پیداوار کے اوقات میں جب جنگ میں تکالیف ان پر لازم ہو تو اون سے جزیہ نہ لیا جاوے ۔ خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ روپیہ سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جور و ظلم سے حصول مالگذاری پر مکلف نہ کیا جاوے کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آوے تو ان سے بحسن اخلاق اور متانت سے کلام میں آنا چاہئے اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر مبسوط رہے اور ایذا اون سے رفع کی جاوے اور جس نے خدا کا وعدہ توڑا اور اسکی ضد پر کھڑا ہوا اس نے خدا و رسول کی وعدہ شکنی کی اون کے عبادت خانے و مکانات کے مرمت میں اون کو امداد دیجاوے اور یہ بات اون کے دین میں مقبول ہے اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم و ضروری نہ کیا جاوے بلکہ مسلمان ان سے مدافعت کرینگے اور اس عہد کی تاقیام قیامت و دنیا خلاف نہ کیا جاوے ۔

التجا بحضور حضرت مسیح موعود

(علیہ الصلوٰة و السلام)

حضرت اقدس میرے حقیقی عاب ہیجئے
رحم و شفقت کی نظر بہر خدا اب کیجئے
تو مسیح وقت ہو اور مہدی ہے آخر زمان
ہٹ گیا ہے تیرے دم سے کفر کا نام و نشان
در بدر پھرتا ہے اب یہ دردیدہ خانہ خراب
کر دعا میرے لئے تیری دعا ہے مستجاب
ظاہرا اندوست سے بیشک دور افتادہ ہوں میں
لیک باطن میں ہمیشہ در پر استادہ ہوں میں
نام تیرا ہے مجھے ہر وقت ہی ورد زبان
تیرے مقدم پر خدا نے کر دئیے بخشش زمان
تیرا کیا کہنا زمانہ حمد پر [illegible] گیا
تو خدا کا اور خدا بیشک ہے تیرا بن گیا
واقعی تو مرد میدان اور خدا کا شیر ہے
تیرے حق میں لفظ مہدی بڑا اندھیر ہے
اے مسیح وقت جب سے ہوا پیدا ہے تو
بس محمد مصطفےٰ کا عاشق شیدا ہے تو
تو نہیں ڈرتا کسی سے دین کے کاروبار میں
دم بخود ہیں سب مخالف آگئے سرکار میں
جا بجا پھر جانیوا دنیا میں تیرے نام کا
بجرہا ہے اب نقارا ہر طرف اسلام کا
دین کا ڈنکا بجایا تو نے جب للکار کر
دین احمد سے گئے سب غیر فرقے ہار کر
ہے غضب [illegible] نہ سمجھا تو [illegible] ہو کر
اپنی پھونکوں سے بجھاتے ہو چراغ نور کو
او سپانے [illegible] نہیں جون جون غم سے ستا گیا
حق کی جانب گھر اس کا قدم بڑھتا گیا
اس نے دکھلائی نہیں تا کیدین لاکھوں نشان
پھر بھی تم اندھے کے اندھے ہی رہے اے بیزبان
سچ یہی ہے جب نکل آتا ہے خورشید جہان
شپرک کی آنکھ ہو جاتی ہے اندھی بیگمان
حق کی رحمت کو بلا کیوں سدرراہ ہوتے ہو تم
عمر بھر کا کیلئے اندوختہ کرتے ہو تم
کس لئے ہو تم اوسے نابود کرنے پر کمر
میرا مولا خود ہی کر دیگا تمہیں زیر و زبر
دین و ایمان ہیں تمکو فکر و تمہیں کھو نا چاہئے
اس سنی محفلے پہ بیشک تم کو رونا چاہئے
حق تعالیٰ کا اگر غیظ و غضب بڑھ جائیگا
دیکھنا طاعون کا طوفان بہت چڑھ جائیگا
ہوگا غضب الٰہی کس لئے ہوتے ہو تم
اپنے ہاتھوں سے جو کا بیج کیوں بوتے ہو تم
اس روش سے اے عزیزو باز آنا چاہئے
مہر خاموشی تمہیں اب پر لگانا چاہئے
ہے عدو تو نہیں ہی جسکو محمد مصطفےٰ
تم برا کہنا کسی سے حق میں [illegible]

استفتا اور انکے جواب

سوالات جواب طلب مرسلہ سید نواب علی شاہ صاحب حکیم از کرناہ علاقہ کشمیر

کیا امام الہمام مہدی خلیفۃ اللہ کے متعلق آسمان سے کوئی آواز آئیگی

۱۔ عام علماء کا خیال ہے کہ جب مہدی پیدا ہوگا اُس وقت آسمان سے آواز ہوگی کہ ھذا المھدی خلیفۃ اللہ اور اب تک کوئی ایسی ندا آسمان سے نہیں آئی۔

۲۔ وآوینٰھما الٰی ربوۃ ذات قرار و معین
بعض علماء کہتے ہیں کہ اس آیت میں واقع صلیب سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسٰی اور اس کی والدہ یہودیوں سے بھاگ کر شام میں آگئی تھی۔

۳۔ بی بی مریم والدہ حضرت عیسٰی کی قبر کہاں جبکہ حضرت عیسٰی کی قبر کشمیر میں ہے تو انکی قبر بھی وہاں ہونی چاہیے۔

۴۔ فخر بنی آدم سرور عالم حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج معہ وجود خاکی ہوا تھا یا روحانی طور پر۔

۵۔ ملا لوگ جو اسقاط مردہ کا لیتے ہیں یعنی مردہ کے تمام عمر کے گناہوں کا کفارہ شمار کرکے اوس کے عوض قرآن شریف یا کچھ نقد جنس پس ماندگان میت سے لیتے ہیں احادیث صحیحہ اور قرآن شریف میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۔ تعویذات لکھنے اور لوگوں کو دینے کی نسبت کیا حکم ہے۔

جواب از روئے آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ واضح ہو چکا ہے کہ امام الہمام مسیح موعود و مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی ہزار سال دنیا کی عمر کی ہوگی اور اسوقت قیامت کبریٰ کی طرح کوئی ایسا نشان منکشف نہیں ہوگا جس سے ایمان بالغیب کی ضرورت نہ رہے اور غیب کا پردہ قیامت تک یونہی اور یونہی رہیگا اس کا محض انکشاف خدا تعالیٰ نے نہ قبل ازیں کبھی کیا اور نہ آئندہ قبل از قیامت بالکل ایسا انکشاف کرے گا جس سے ایمان بالغیب کی حکمت ضائع ہو جاوے جب اس قسم کے ظاہر باہر پکارنے والی ندا آسمان سے ہر ایک کو سنائی جاوے تو پھر ایمان بالغیب کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ اسوقت کسی مہدی و مسیح کی ضرورت رہتی ہے خداوند تعالیٰ نے متقی تو ان ہی انسانوں کو فرمایا ہے جو یؤمنون بالغیب سے حصہ لیتے ہیں۔ پھر یاد رکھو کہ جو لوگ مسیح موعود کو آسمان سے سامنے اترتے اور مہدی کے متعلق ظاہر باہر آسمانی آواز کے منتظر ہیں ان لوگوں کا ایمان اس آیت قرآنیہ کے بموجب کہاں ہے اور وہ کس زمرہ میں داخل ہوتی ہیں کیا ظہور مہدی و مسیح کے وقت یہ آیت شریف قرآن کریم سے نکالی جاویگی۔ حاشا و کلا یہ جو احادیث میں ہے کہ ہذا المہدی خلیفۃ اللہ کی آواز آسمان سے آئیگی ایسی احادیث استعارات اور مجازات کے پیرایہ میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

مہدی خلیفۃ اللہ کی گواہی کیلئے آسمانی آواز جیسا کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھی وہ تو ماہ رمضان عرصہ دس سال سے یعنے ۱۳۱۱ ہجری میں آسمان ہی سے ظاہر ہو چکی ہے مگر بہروں اور گران گوشوں نے اس الٰہی آواز کو نہ سنا پیغمبر خدا صلی اللہ فرماتے ہیں۔

ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

ترجمہ۔ دار قطنی نے امام محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں وہ کبھی نہیں ظاہر ہوئے یعنی کبھی کسی دوسرے کیلئے نہیں ہوے جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی رات کے اول میں ہی چاند کو گرہن لگنا شروع ہوگا اور اس مہینے کے نصف باقی میں سورج گرہن ہوگا۔ کذا رواہ البیہقی وغیرہ من المحدثین۔

عرصہ دس سال سے اس بات کے سب ہندو و عیسائی و مسلمان وغیرہ اس ملک کے گواہ ہیں کہ یہ واقع آسمان سے نرالی قسم کا ماہ رمضان میں ظاہر ہو چکا ہے دیکھو اپریل ۱۸۹۴ء کے کل ہندوستان و پنجاب کے اخبارات اس خبر کو شائع کر چکے ہیں

دیکھو تیرہ سو سال پیشتر پیغمبر خدا صلعم کے ذریعہ خدائی آواز لوگوں میں مشتہر ہو چکا تھا کہ ہمارے مہدی کیلئے آسمان میں یہ نشان ہوگا پھر جبکہ مہدی کے وقت یہ نشان آسمان میں ظاہر ہو گیا تو اس خدائی آواز کی تصدیق میں کونسی کسر باقی رہ گئی ہے کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو کہے کہ خسوف کسوف والی پیشگوئی خدائی آواز نہیں۔ اب دیکھو چاند گرہن اور سورج گرہن کا واقع ماہ رمضان میں پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہو چکا ہے

امام آخر الزمان علیہ السلام کیلئے یہ گواہی آسمانی مقرر تھی خواہ اس کو صوت اللہ یعنے آواز خدا یا ید اللہ یعنے دست خدا کہو بر دو یکسے ہے۔

امام آخر الزمان کی تصدیق و سچائی کیلئے زمینی آوازیں بھی بہت مدت متواتر ظاہر ہو رہی ہیں دیکھو تیرہ سو سال قبل از وقت جو پیشگوئی کی گئی کہ مہدی کے وقت میں زمین غیر معمولی اور سخت طاعون پھیلیگی اب وہ پیشگوئی کیسی زبردست نشانات سے ظہور پذیر ہو رہی ہے اب تو مہدی کی تصدیق کیلئے زمین و آسمان پکار اٹھے ہیں۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پے تصدیق او استادہ اند
می درخشد چون قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنان کہ در انکار ہا افتادہ اند
این زمین الملک کنان وز آسمان آید ندا
مقبلے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

ظہور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض اور ظہور دجال جس کے پاس بہشت و دوزخ ہوگا اور آفتاب کا اپنی غروب کی جگہ سے طلوع کرنا وغیرہ سب استعارات و مجازات کے پیرایہ میں پیشگوئیاں فرمائی گئی ہیں۔ فرض کرو کہ ان پیشگوئیوں کا ظہور اپنی اصلی شکل پر ہو جاوے تو تعجب تک نہیں کہ اس بات کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ شکوک و شبہات لوگوں کے دلوں سے جاتے رہیں جیسا کہ قیامت کے دن حقیقت کے منکشف ہونے پر کوئی شک وشبہ نہیں رہیگا پھر جب شکوک رفع ہو جاویں اور حجاب و پردہ غیب بالکل کھل جاوے تو اس دن اور قیامت میں کونسا باقی فرق رہ جاویگا۔ قرآن کریم میں تو بصراحت آچکا ہے کہ کافر قیامت تک شکوک وشبہات میں رہیں گے یہانتک کہ قیامت اچانک آجاویگی کما قال اللہ تعالیٰ۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

ایک اور دوسری جگہ فرمایا ولا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتی تاتیھم الساعۃ بغتۃ او یاتیھم عذاب یوم عقیم۔ ترجمہ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کب ہے ٹھہراؤ اوس گھڑی کا تو کہدے اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے اوس کے وقت کو کوئی ظاہر نہیں کرتا مگر وہی بھارا ہے اوس کا آنا آسمان اور زمین پر وہ تم پر اچانک آجاویگی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا تو اوس کا متلاشی ہے کہدے اس کا علم خداوند تعالیٰ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ دوسری آیت۔ منکر ہمیشہ عذاب قیامت سے شک میں ہی رہیں گے یہانتک کہ وہ گھڑی اون پر اچانک آجاویگی یا اون پر سخت دن کا عذاب آپہونچیگا اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ منکر تبتک شک میں ہی رہیں گے۔ حتی کہ قیامت اچانک آجاویگی لہذا ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں جب ہی موافقت ہو سکتی ہے کہ احادیث کو استعارات و مجازات پر محمول کیا جاوے کیونکہ قرآن کریم حاکم ہے اور احادیث محکوم ہیں بموجب قرآن کریم و احادیث نبویہ ظہور دجال و یاجوج ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ سب کچھ منصہ ظہور پر آچکا ہے حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں ان سب کی تشریح کردی ہے فلیطلب کتبہ من کان متعطشا للحقیقۃ

(باقی آئندہ)

کرۂ آفتاب ہماری زمین کیطرح آباد ہے

امریکہ کا ایک مشہور و معروف اسٹرونومر یعنے منجم مسمی رینگ کہتا ہے کہ آفتاب ہماری زمین کی طرح آباد ہے اس کا بیان ہے کہ کرہ آفتاب کے گرد اگرد ایک ایسی ہوا کا خول ہے جسکی قوت کہربائی و حرارت میں مادہ سا بہیہ موجود ہے آفتاب کہربائی قوت کا مرکز ہے جسکی طرف مدام بجلیوں کی لہروں کے دریا و ندیاں بہتی رہتی ہیں جب بجلیاں اوس ہوائی کرہ میں پہنچتی ہیں تو مادہ سلبیت کے باعث آگے نہیں جاتے ہیں بلکہ اسی کرہ ہوائی میں چمکتی رہتی ہیں یہی بجلیاں ہیں جو ہوائی کرہ میں درخشاں ہو کر کرہ کی شکل میں نظر آتی ہیں اور آفتاب اوس ہوائی کرہ کے درمیان بہت دور واقع ہے اور آباد ہے۔

ٹائمز آف انڈیا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء

ہم کہتے ہیں قرآن کریم کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ نئی دنیا کو بذریعہ آلات جدیدہ اب مشاہدہ ہوا ہے کہ اجرام سماوی میں بھی زمین کیطرح آبادی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تیرہ سو سال قبل ازیں خبر دی گئی ہے کہ دیگر اجرام سماوی میں بھی آبادی ہے اور ان میں ہماری زمین کیطرح آدمیوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے رسول مامور مبعوث ہوتے ہیں۔ ہم اپنے اس دعوے کو الحکم کی کسی آئندہ اشاعت میں قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مبرہن و ثابت کرینگے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)